بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

قادیان ضلع گورداسپور

BADR — QADIAN

قیمت از معاونین عـــہ — قادیان میں ہے — جلد ۷ — فی پرچہ ۲

گرای جہان منتظر خوش باش کامد وستان

مورخہ ۳ سنہ ۱۳۲۶ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ

سارے جہان سے اچھا دارالامان ہمارا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸ — بروز جمعرات

ایڈیٹر ۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ

مینیجر میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر

اسسٹنٹ محمد ظہور الدین اکمل

اے مسیح دور آخر مہدیٔ آخر زمان

والسلام مطابق ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

دارالامان ہمارا جنستان ہمارا

قیمت از غربا و طلبا و غیر مذاہب ہے — نمبر ۹

ضروری اطلاع

ناظرین ۔ اخبار بدر کے انتظامی اور ایڈیٹوریل حالات میں زیادہ تر اصلاح کیواسطے پروپرائیٹر نے یہ تجویز پاس کی ہے ۔ کہ کیم مارچ سنہ ۱۹۰۸ء سے انتظامی اور ایڈیٹوریل محکموں کو جدا کر دیا جاوے ۔ اب تک تو یہ تھا کہ اخبار کی ایڈیٹری کا کام بھی میرے ہی سپرد تھا اور مینیجری بھی میں ہی تھا یعنی مضمون نویسی کے علاوہ دفتر کا تمام کاروبار اور چھپائی وغیرہ انتظام اور خط وکتابت سب میرے سپرد تھیں جسکو میں محرر کی امداد سے پورا کرتا تھا لیکن دو طرف توجہ کرنے کا ہمیشہ یہ نتیجہ ہوتا رہا کہ اگر ایڈیٹری کی طرف زیادہ توجہ کی تو انتظام میں نقص آگیا اور اگر انتظام کیطرف خاص توجہ کی تو ایڈیٹری میں حرج واقع ہونے لگا الحمد للہ کہ یہ نقص دور ہو جائیگا اور اس وقت سردست پروپرائیٹر صاحب میاں معراج الدین عمر نے خود ہی مینیجر ہونا منظور فرمایا ہے اور بہ امداد ایک اسسٹنٹ مینیجر کے وہ تمام کام انتظام اخبار کا کرینگے اگرچہ یہ انتظام کسی قدر اخراجات کو بڑھا دیگا جو شاید سردست مناسب نہ ہو لیکن تاہم پروپرائیٹر صاحب نے اخبار کی اصلاح کی خاطر جہاں اور بہت سے خرچ اوٹھائے ہوئے ہیں بقول شخصے این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر ۔ اس خرچ کو برداشت کرنا منظور فرمایا ہے اس واسطے تمام ناظرین اخبار کو مطلع کیا جاتا ہے کہ

آئندہ کوئی رسید زر یا خط وکتابت متعلق انتظام میرے (محمد صادق ۔ ایڈیٹر کے) نام نہیں ہونی چاہیے ۔

بلکہ ترسیل زر ہمیشہ میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر اخبار بدر کے نام ہونی چاہیے اور خط وکتابت پر صرف الفاظ مینیجر بدر لکھنے چاہئیں ۔ ہاں جو مضمون اخبار میں چھپنے کیلئے ہوں وہ ایڈیٹر کے نام آنے چاہئیں لیکن ایسے خطوں پر بھی میرا نام نہیں ہونا چاہیے بلکہ صرف یہ الفاظ ہونے چاہئیں بنام ایڈیٹر بدر

امید ہے کہ ناظرین اس عرضداشت پر پوری توجہ فرمائیں گے تاکہ انتظام میں سہولت ہو اور خطوط کی تعمیل جلدی ہو سکے ۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر اخبار بدر قادیان

ڈائری

القول الطیّب

ایک مخلص بھائی نے اپنا قصہ سنایا۔ کہ ایک نواب ریاست نے جو شیعہ ہے ان سے آپ کے بارے میں چند سوال کیٔ اور ان کے مین نے یہ جواب دئیے۔

مرزا صاحب کا آل نبی کے بارے مین کیا عقیدہ ہے ہم سنتے ہین کہ وہ اون کی توہین کرتے ہین۔

اونہون نے جوابدیا۔ کہ اون کا ایک شعر ہے ؎

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

دوم یہ کہ یزید کے بارے مین اون کی کیا راے ہے اونہون نے یہ شعر پڑہا ؎

ہر طرف کفر است جوشان ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

جب اس طرح کوئی اعتراض کا موقعہ نہ پایا۔ تو پوچھا۔ کہ تم ان کے ماننے والون کو کیا سمجھتے ہو اونہون نے کہا کہ جو مہدی موعود کے مخالفین کو سمجھنا چاہیئے اور جو کچھ اہل سنت و شیعہ سمجھتے ہین پوچھا کہ رسالت کے مدعی ہین۔ اونہون نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہان ملہم استم و ز خداوند منذرم

اسپر دوسرے روز فرمایا۔ کہ اس کی تشریح کردینا تھا۔ کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ جو صاحب کتاب ہے دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہین اون کے بیان کرنے مین ڈرنا نہین چاہیئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہین صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو وہ بادشاہون کے درباروں مین گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہدیا اور حق کہنے سے ذرا نہین جھجکے جبھی تو لایخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہین اصل مین یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسرون سے بہت بڑھ کر ہو اور اس مین پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہون اوسے نبی کہتے ہین اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہین۔ ہان یہ نبوت تشریعی نہین۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہین۔ بنی اسرائیل مین کئی ایسے نبی ہوئے ہین جن پر کوئی کتاب نازل نہین ہوئی۔ صرف خدا کیطرف سے پیشگوئیان کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ مین ہے بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اوس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے ملہمون سے ممتاز کرے دیکھو اور لوگون کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہین بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ جو سچ نکل آتا ہے یہ اسلئے کہ ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کرسکین کہ ہم کو یہ حواس نہین دئیے گئے۔ پس ہم سمجھ نہین سکتے کہ یہ کس بات کا دعوے کرتے ہین۔

آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہین۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین مین نبوۃ کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیون عیسائیون۔ ہندؤن کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہین تو اسی لئے کہ ان مین اب کوئی نبی نہین ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینون سے بڑھ کر کہتے ہین۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے۔ صرف سچے خوابون کا آنا تو کافی نہین۔ کہ یہ تو چوہڑے چمارون کو بھی آجاتے ہین۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس مین پیشگوئیان ہون اور بلحاظ کمیت وکیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرع سے تو شاعر نہین ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابون یا الہامون سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالون سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہین اسی لئے ہم نبی ہین۔ امر حق کے پہونچانے مین کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہیئے۔

فرمایا۔ آریہ اعتراض کرتے ہین۔ کہ آنحضرت صلعم کی زندگی پوتر نہین تھی۔ یہ اون لوگون کی سخت غلطی ہے کیونکہ پاک [illegible] ہے [illegible] سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا حال سوائے اللہ کے اور کسی کو معلوم نہین۔ پس پاک وہ ہے جس کے پاک ہونے پر خدا گواہی دے۔ دیکھو ابوجہل نے مباہلہ کیا تھا۔ کہ جو ہم مین افسد للقوم اور اقطع للرحم ہو۔ اوسے ہلاک کر۔ وہ اسی روز ہلاک ہو گیا ایسا ہی خسرو پرویز۔ وہ تو خدا کی بات ہے خود اوس کے گھر مین ایک شخص نے آنحضرت صلعم کے ایک غلام سے مباہلہ کیا۔ مدت مقررہ کے اندر مر کر گواہی دے گیا۔

پھر اوسی آریہ نے لکھا ہے۔ کہ الہامی کتاب وہ ہے جس سے اللہ کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق ظاہر ہون۔

فرمایا۔ یہ سچ ہے اور اس مین بھی اسلام ہی کی فتح ہے یہ آریہ اللہ کے رحیم وغفور ہونے کے قائل نہین۔ حالانکہ ان مین سے کوئی مقدمہ مین پھنس جائے۔ تو یہ دل سے چاہتا ہے کہ خواہ مینے قصور کیا ہے مجھے حاکم بخشدے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی فطرت چاہتی ہے۔ کہ اس کا حاکم غفور رحیم ہے پھر باوجود اس کے اللہ کی اسی صفت سے انکار ایک ہٹ دہرمی ہے۔

مدینۃ المہدی

یہ بات اب مسلم ہو چکی ہے۔ کہ دنیا مین اگر کوئی مقام دارالامان کہلانے کا مستحق ہے تو وہ میرے سید و مولیٰ مسیح مطاع و آقا کا مکان ہے جہان خدا کی رحمت کے فرشتے ہر وقت نازل ہوتے رہتے ہین۔ پس اس کے متعلق جو خبر ہوگی وہ بہت اہم ہوگی۔

مخدومی مولانا احسن امروہہ مین ایک ماہ کے لیے تشریف لے گئے ہین امید ہے وہان بھی مولوی صاحب تبلیغ و اشاعت دین متین مین مصروف ہون گے۔

اس ہفتہ حاجی فضل حسین صاحب شاہجہانپوری جو یہان قریباً دس سال سے مقیم تھے۔ وفات پا گئے۔ اچھے صالح بزرگ تھے مقبرہ بہشتی مین جگہ پائی۔

۲۔ مارچ بوقت عصر فرمایا۔ کوئی تحریری بیعت کرے یا ہاتھ پر۔ اس مین چنداں فرق نہین۔ بلکہ اکثر حصہ ہماری جماعت کا وہی ہے جس نے تحریر کے ذریعے بیعت کی ہے مطلب تو یہ ہے۔ کہ جو اقرار کیا ہے۔ اس پر ثابت قدم رہین صاحبزادہ عبد اللطیف کابلی کی مثال موجود ہے۔ کہ جان دیدی۔ مگر اپنی بات کے پکے رہے دوسری طرف بعض ملان ہین۔ جو ہمین لکھتے ہین۔ کہ ہماری مسجد چھینی جاتی ہے حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ ارض اللہ واسعۃ۔ اللہ تعالیٰ کو رزاق سمجھین۔ تو پھر کوئی مشکل نہین پیش آتی۔

خطبہ نکاح

(رقم زدہ ایڈیٹر صاحب اثم)

جو حضرت حکیم الامۃ نے صاحبزادی صاحبہ مبارکہ بیگم کے نکاح کی تقریب پر جو ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء ۵۶ ہزار مہر پر جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے ہوا مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له

و

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده ورسوله . اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم . بسم الله الرحمن الرحيم

(خطبہ مسنونہ کی آیات پڑھیں)

نکاح ۔ نام ہے اوس تقریب کا جب کسی عورت یا لڑکی کا کسی مرد کے ساتھ رشتہ یا عقد کیا جاتا ہے اس میں اولاً اللہ تعالیٰ کی رضامندی دیکھ لی جاتی ہے کہ اوس میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے اجازت ہے یا نہیں؟ پھر یہ دیکھ لیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضابطہ اور عملدرآمد کے موافق ہے یا نہیں؟ پھر لڑکیوں کے ولی کی رضامندی ضروری ہے اگر ولی رضامند نہ ہوں اور پھر کوئی نکاح ہو تو ایسے نکاح بدیوں میں مل جاتے ہیں اور اون کے نتائج خراب اور ناگوار ہوتے ہیں ایسا ہی لڑکوں اور لڑکیوں کی رضامندی بھی ضروری ہے ان پانچ رضامندیوں کے بعد گویا نکاح ہوتا ہے اور اگر ان میں کسی ایک کی بھی نارضامندی اور مخالفت ہو تو پھر اوس میں مشکلات پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ پانچ رضامندیاں کیا ہیں گویا حق سبحانہ تعالیٰ کی اجازت (یعنے ان رشتوں میں نہ ہو جنکی ممانعت کی گئی ہے) آپکے مہبط وحی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد والیوں اور طرفین کی رضامندی کے بعد جب ایک فریق منظور کرلیتا ہے اور دوسرا اوس کو قبول کرتا ہے تو یہ نکاح ہوتا ہے۔

قسم قسم کی بدیوں اور شرارتوں کو روکنے کے لئے اعلان اور خطبہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی اعلان نکاح میں دوست دشمن کو خبر ہو جاتی ہے اور اوس سے جہاں ایک دوسرے کی نظروں سے آگاہی ہو جاتی ہے وہاں وراثتوں اور جائدادوں کے جھگڑوں میں کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی ۔ اور خطبہ کے کئی اغراض ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے ۔ کہ عربی زبان کی حفاظت سو یہ زبان ایسی زبان ہے جس کے ساتھ دین ۔ رسول و مرقوم رسول کا تعلق ہے ۔ خدا تعالیٰ کی کتاب اسی زبان میں ہے ۔ اس کتاب کی حفاظت کے مختلف سامان اور ذریعے ہیں ان میں سے ایک اس زبان کی حفاظت بھی ہے اسلئے اسکو مسلمانوں کے تمام عظیم الشان کاموں سے تعلق ہے اون کے دینی عظیم الشان کام نماز ۔ اقرار باللسان حج ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ میں ۔ شخصی معاملات میں نکاح سب سے بڑا کام ہے ۔ تمدنی امور میں تجارت اور زراعت بھی اعلیٰ کام ہیں ۔ ان سب امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ صحابہ ۔ تابعین ۔ تبع تابعین ۔ ائمہ دین اور اولیاء امت ۔ سلف صالحین اور حضرت امام الزمان نے کچھ نہ کچھ الفاظ عربی زبان کے لازمی قرار دئے ہیں مثلاً اقرار باللسان میں لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔

امام صاحب جب بیعت لیتے ہیں تو بہت سے عربی الفاظ بیان فرماتے اور معاہدہ لیتے ہیں ۔ عربی کے الفاظ کی سنت متوارثہ کو مجدد الوقت نے بیعت کے الفاظ اور معاہدات میں لازم رکھا ہے ۔ عورتوں کی بیعت میں بھی میں نے سنا ہے ایسا ہی کرتے ہیں اور مردوں کی بیعت میں تو دیکھا ہے ۔ اقرار باللسان کے بعد اعلیٰ شان کی چیز نماز ہے ۔ اگر کسی نے ضائع کی تو اوس نے اپنا دین ضائع کیا اور سچ تو یہ ہے ۔ کہ کفر اور اسلام کا تفرقہ اسی میں واقع ہوا ہے اس کا سارا ہی حصہ دیکھ لو سوائے اس حصہ کے جو انسانی ضرورتوں اور حاجتوں اور مشکلات کے لیے دعاؤں کا ہے اس کے لئے امام نے اجازت دی ہے کہ اپنی زبان میں دعائیں مانگ لو اور اوس سے پہلے امام **ابو حنیفہ** نے بھی اجازت دی ہے مگر پھر بھی اگرچہ ضرورتاً اپنی زبان میں دعاؤں کی اجازت تو دی ہے لیکن مسنون دعاؤں کے ساتھ عربی کو ضائع نہیں ۔ یہ اجازت نہیں دی کہ

سنا نہ اپنی زبان میں پڑھو

ایسا ہی حج میں لبیک اللهم لبیک لا شریک لک وغیرہ کلمات عربی میں ہیں ۔ جمعہ کے خطبے عیدین کے خطبے تم نے سنے ہیں ۔ ایک حصہ عربی میں ہوتا ہے ۔ اسی طرح روزہ کے متعلق جو دعائیں ہیں وہ عربی میں ہیں اسی طرح ہر ایک کام میں یہاں تک کہ بول و براز کے وقت کے لئے بھی ایک حصہ عربی کا رکھا ہے ۔ ایسا ہی خطبہ نکاح جو جوانوں ۔ بڈہوں کے لئے لازمی ہے اوس میں بھی عربی کا ایک حصہ رکھا ہے ۔ بنو امیہ نے عربی زبان کی وسعت اور حفاظت میں بڑی کوشش کی کہ اونہوں نے اپنی سلطنت میں اس کو مادری زبان بنا دیا ۔ یہاں تک الجزائر ۔ مراکش اور فاس میں اس کو مادری زبان ہی بنا دیا ۔ مشرق میں البتہ یہ وقت رہی کہ درباری زبان فارسی کو بڑہاتے بڑہاتے اصل زبان کا درس تدریس مشرق سے مفقود ہو گیا ۔ میں نے بارہا کوشش کی ہے ۔ کہ اگر عام مسلمان اور خاص کر ہماری امام کی جماعت روزمرہ کے کاموں کے عربی الفاظ کو یاد کرے ۔ تو اوسے قرآن شریف کا ایک حصہ یاد ہو جاوے ۔ لیکن افسوس سے کہا جاتا ہے کہ اس طرف بہت کم توجہ ہے اور جو یہاں رہتے ہیں وہ بھی پوری توجہ نہیں کرتے ۔ **لغات القرآن** جو یہاں چھپی ہے ایک مفید اور عمدہ کتاب ہے جو بڑی محنت سے لکھی گئی ہے اور میں نے دیکھا ہے ۔ کہ حضرت امام نے بھی اوس کی تعریف کی ہے لیکن اوس کی طرف توجہ نہیں کی گئی اس کتاب سے فائدہ اوٹھایا جاوے تو قرآن شریف کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

غرض

قرآن مجید کی حفاظت کا ایک ذریعہ عربی زبان کی حفاظت بھی ہے اور اس کیطرف مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہیئے اور خصوصاً ہماری جماعت کو بہت متوجہ ہونا چاہیئے۔

میں نے اس نکاح کی تقریب پر اسی سنت متوارثہ پر عمل کرنے کے لئے عربی زبان میں خطبہ پڑھا ہے مگر تم میں ہی ایسے ہیں کہ نہ خطبہ سننے کی ضرورت ۔ نہ کہنے کا موقعہ ۔ ایک طرف حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اون کو ہم سنانے نہیں آئے بلکہ

ان سے سننے آئے ہیں

پس اگر میں تصریح کروں تو میرا نفس مجھے ملامت کرتا ہے ہاں جو کچھ میں عرض کروں گا یا کہا ہے یہ محض

حضرت امام کے حکم کی تعمیل ہے

عربی زبان کی تائید میں اس لئے کہا ہے کہ اس متوارث سنت کو تمہارے کانوں تک پہونچاؤں جس سے رسول کی زبان

محفوظ ہے اور تم قرآن کریم کی ارفع اطیب زبان میں ترقی کرو

اب اس کے بعد میں ان کلمات کا آسان ترجمہ سناتا ہوں جو ابھی میں نے پڑھے ہیں۔

اللہ جلشانہٗ چونکہ رب ہے اور بے مانگے اوس نے نعمتیں دی ہیں۔ اور پھر مقدرت قوت اور استطاعت بھی اوس نے دی ہے اور اس امکان سے جو ہم کو نیت میں وعدہ دیا ہے اس قوت سے جو پاک نتیجے مترتب ہوں اس کے فضل سے ہوتے ہیں ہاں اوسی کے فضل سے ہوتے ہیں اوس کی ربوبیت عامہ۔ رحم۔ فضل وسیع اور بلا مبادلہ ہے اور وہ رحم جو بامبادلہ ہے وہ مالکیت چاہتی ہے ان سب نوازشوں اور مہربانیوں پر نگاہ کر کے بے اختیار دل سے نکلتا ہے۔

الحمد للہ

یعنے سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ مومن تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے کیا بلحاظ اس کے کہ اوسکو پیدا کیا ہے اور یہ ایک عظیم الشان انعام انسان پر ہے کیونکہ ساری خوبیاں اور خوشحالیاں اس کے بعد ملتی ہیں کہ پیدا ہو۔ پھر پیدا ہی اپنے رب کے ہاتھ سے ہوا جو بتدریج کمالات تک پہونچاتا ہے۔ چونکہ وہ فی الواقعہ حمد کا مستحق ہے اسلئے ہم بھی

نحمدہٗ

کہتے ہیں یعنے ہم بھی ایسے رب کی حمد میں دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں بہت سے وجوہات ہیں جو ہم پر حمد الٰہی کو فرض ٹھیراتے۔ منجملہ خباب الٰہی کی حمد دن کے یہ ہے کہ انسان کا حوصلہ ایسا وسیع نہیں کہ وہ ساری دنیا سے تعلق رکھے اور محبت کر سکے۔ نبیوں اور رسولوں کو بھی جب تباہ کار سیہ روزگار شریروں نے دکھ دیا تو آخر ان میں سے ایک بول اٹھا۔

رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا

فی الحقیقت ان پر ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ وہ شریر نفوس کی حیاتی بھی پسند نہیں کرتے اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کا اتنا حوصلہ کہاں ہو سکتا ہے کہ سارے جہان سے اس کا مخلصانہ تعلق ہو۔ پس اس سلسلہ کو وسیع کرنے کے باوجود محدود کرنے کے لئے نکاح کا ایک طریق ہے جس سے ایک خاندان اور قوم میں ان تعلقات کی بنا پر رشتہ اخلاص اور محبت پیدا ہوتا ہے۔

نکاح میں جو تعلق خسر کو داماد سے ہوتا ہے یا فرزند ان تعلقات داماد کو خسر سے ہوتے ہیں وہ دوسرے کو نہیں ہوتے یہ سچی بات ہے کہ .... وہ تعلق جو صلبی اولاد اور داماد کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اس میں سارا جہان کبھی شریک نہیں ہو سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے

شعوب اور قبائل

بنائے ہیں۔ اور قوم در قوم بنا کر محبت کے تعلق اور سلسلہ کو وسیع کر دیا ہے اسی لئے جو لوگ نکاح نہیں کرتے احادیث میں اون کو بطال کہا گیا ہے۔ کیونکہ اون سے تعلقات نوع انسان کے ساتھ سچے تعلقات نہیں ہو سکتے۔ مگر جن کے تعلقات سچے اور اسلام پر مبنی ہیں وہ جانتے ہیں کہ رشتہ کے سبب سے مخفی در مخفی محبت کا تعلق بڑھتا جاتا ہے اور پھر اولاد کی وجہ سے یہ تعلقات اور بھی بڑھتے ہیں اور اس طرح پر یہ دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ ایسا ہی رنج و مصیبت میں یار غمگسار اور ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اس میں شریک ہو کر اوسے کم کریں ان صورتوں میں اس قسم کے تعلقات اور روابط مفید ہیں ان ساری باتوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو پھر بے اختیار

نحمدہٗ

کہتے ہیں اس حمد کے بھی مختلف رنگ ہیں جہاں ہی دیکھو کہ کچھ لڑکے ہیں وہ صرف اسی لئے جمع ہیں کہ کچھ چھوہارے ملیں گے۔ ان کا الحمد اپنے ہی رنگ کا ہے یہ بھی ایک مرتبہ ہے اور عوام اور بچوں کا یہیں تک علم ہے ایک وہ ہیں جنھوں نے الحمد ہی سے نبوتوں کو ثابت کیا اور مذاہب باطلہ کا رد کیا ہے۔ تین مرتبہ میں نے حضرت صاحب کی تفسیر الحمد پر پڑھی ہے۔ ایک براہین میں پھر کرامات میں اور پھر اعجاز المسیح میں اسے پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ الحمد کا اعلیٰ مقام وہ ہے جہاں یہ پہونچے ہیں یہ بھی الحمد کے ایک معنے ہیں اور ایک متوسط لوگ ہیں میں بھی ان میں ہی ہوں یہ اپنے رنگ میں الحمد کے معنے سمجھتے ہیں اور اون کی حمد اپنے رنگ کی ہے۔ یہاں ناطے رشتے ہوتے ہیں اور ان تقریبوں پر مجھے حضرت امام کے حکم سے موقع ملتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں اس لئے میں اس فضل پر بھی حمد الٰہی کرتا ہوں میں یوں تو عجیب عجیب رنگوں میں حمد کرتا ہوں مگر اس وقت کے حسب حال یہی وجہ ہے۔ جو میں نے بیان کی ہے اور یہ معمولی فضل نہیں ہے۔ مگر یہ توفیق اور فضل اللہ ہی کی مدد سے ملتا ہے۔ اسلئے

نستعینہٗ

ہم اسی کی مدد چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی مدد ہی شامل حال ہو تو بات بنتی ہے ورنہ واعظ میں ریا سمعت۔ دنیا طلبی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو اپنا معبود اور محبوب بنا لیتا ہے جب اوس کے دل میں مخلوق سے اپنے کلام اور وعظ کی داد کی خواہش پیدا ہو۔ وعظ کے لئے یہ امر سخت مہلک ہے۔ پس میں خدا کی حمد کرتا ہوں اور اسی کے فضل سے حمد کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل ہاں اپنے فضل ہی سے مجھے مخلوق سے مستغنی کر دیا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی مدد کب ملتی ہے یہ مدد اس وقت ملتی ہے۔ جب انسان میں بدی نہ ہو۔ بدکار ایک وقت نیکی کر سکتا ہے مگر نیکی اور بدی کی میزان اور ہر ایک کی کثرت اور قلت اسے نیک یا بد ٹھیراتی ہے۔

نیکیاں بہت ہوں تو نیک اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدکار کہلاتا ہے۔ بدی چونکہ بدی ہے اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسلئے جب حمد الٰہی کی توفیق اور جوش پیدا نہ ہو یا اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت نہ ملے۔ تو ایسی حالت میں ڈرنا چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ بدیاں بڑھ گئی ہیں اس کا علاج کرنا چاہیئے اور وہ علاج کیا ہے۔ استغفار اس لئے فرمایا

نستغفرہٗ

اللہ تعالیٰ کے وسیع قانون اور زبردست حکم اس قسم کے ہیں کہ انسان بعض بدیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے بڑے بڑے فضلوں سے محروم رہ جاتا ہے جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی حکم اور قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو وہ غلطی اور کمزوری اس کی راہ میں روک ہو جاتی ہے اور یہ عظیم الشان فضل اور انعام سے محروم کیا جاتا ہے اسلئے اس محرومی سے بچانے کے لئے یہ تعلیم دی کہ استغفار کرو۔ استغفار انبیاء علیہم السلام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ ہر نبی کی تعلیم کے ساتھ استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ رکھا ہے۔ ہمارے امام کی تعلیمات میں جو ہمنے پڑھی ہیں۔ استغفار کو اصل علاج رکھا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ پچھلی کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہواً غرض ما قدم و ما اخر جو نہ کرنے کا کام آگے کیا اور جو نیک کام کرنے سے رہ گیا ہے۔ اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری ناراضامندیوں کو با علم و بالا علم کے نیچے رکھ کر اور آئندہ کے لئے غلط کاریوں کے بد نتائج اور بد اثر سے مجھے محفوظ رکھ اور آئندہ کیلئے ان بدیوں کے جوش سے محفوظ فرما یہ ہیں مختصر معنے استغفار کے پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ حضرت امامؑ نے اس

زمانہ کو امن کے لحاظ سے نوح کا زمانہ کہا ہے۔ حضرت نوح نے جب اپنی قوم کو وعظ کیا اور خدا تعالیٰ کا پیغام اسے پہونچایا تو کیا کہا۔ استغفروا ربکم انہ کان غفارا۔ یرسل السماء علیکم مدرارا۔ ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنٰت ویجعل لکم انہارا۔

استغفار کے برکات اور نتائج ان آیات میں حضرۃ نوح علیہ السلام نے انسانی ضروریات کی جہت سے بیان فرمائے ہیں غور کر کے دیکھ لو کیا انسان کو انہیں چیزوں کی ضرورت دنیا میں نہیں ہے؟ پھر ان کے حصول کا علاج

استغفار ہے

امن کے زمانہ میں چیزوں میں گرانی ہوتی ہے اور یہ امن کے لیئے لازمی امر ہے۔ نادان کہتا ہے۔ ایک وقت روپیہ کا من بھر گیہوں ہوتا تھا۔ اور پانچ سیر گھی مگر وہ نہیں سمجھتا کہ وہ زمانہ امن کا نہ تھا اس لیئے تبادلہ تجارت کے لیئے لوگ گھر سے مال نکال نہ سکتے تھے۔ اور جب امن ہوتا ہے۔ تو تبادلہ اشیا کی وجہ سے اموال بڑھ جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی فضولیاں بھی بڑھتی ہیں۔ غرض استغفار ایسی چیز ہے جو انسان کی تمام مشکلات کے حل کے لیئے بطور کلید ہے اسلیئے خدا کی حمد اور اس کی استعانت کے لیئے

استغفار کرو۔

مگر استغفار بھی اس وقت ہوتا جب اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو اسلیئے فرمایا

ونؤمن بہٖ

اور ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ وہ جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے۔ وہ اپنی ذات میں اپنے صفات میں اسمار اور صفات اور افعال میں واحد لاشریک ہے۔ وہ اپنی ذات میں یکتا۔ صفات میں بے ہمتا اور افعال میں لیس کمثلہ شئ بے نظیر ہے اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنی رضامندی اور نارضامندی کی راہوں کو ظاہر کرتا رہا ہے اور ملائکہ کے ذریعہ اپنا کلام پاک اپنے نبیوں اور رسولوں کو پہونچاتا رہا ہے اور اس کی بھیجی ہوئی کتابوں میں آخری کتاب قرآن شریف ہے جس کا نام فضل اور شفا۔ رحمت۔ اور نور ہے۔ اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی جو آیا وہ آپ کا

غلام ہو کر آیا ہے

اللہ تعالیٰ پر ایمان کا یہ خلاصہ ہے۔ ایمان باللہ جب کامل ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ ہو اس لیئے یہ تعلیم دی۔

ونتوکل علیہ

اور ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہیں۔ توکل سے یہ مطلب ہے۔ کہ ہم میں یہ بات پیدا ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں جس مطلب اور غرض کے لیئے بنائی ہیں۔ وہ اپنے نتائج اور ثمرات اپنے ساتھ ضرور رکھتی ہیں اسلیئے اوس پر ایمان ہونا چاہیئے۔ کہ لابد ایمان کے ثمرات اور نتائج ضرور حاصل ہوں گے اور کفر اپنے بدنتائج دیئے بغیر نہ رہے گا۔ انسان بڑی غلطی اور دہوکا کھا جاتا ہے۔ جب وہ اس اصل کو بھول جاتا ہے اعمال اور اس کے نتائج کو ہرگز ہرگز بھولنا نہیں چاہیئے سعی اور کوشش کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ سب کچھ بھی ہو مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان اپنی کمزوریوں پہ پوری اطلاع نہیں رکھتا اور اندرونی بدیوں میں ایسا مبتلا ہو جاتا ہے۔ جو حبط اعمال ہو جاتا ہے اور اصل مقصد سے دور جا پڑتا ہے۔ شیطان انسان کو عجیب عجیب راہوں سے گمراہ کرتا ہے اور نفس ایسے دہوکے دیتا ہے اسلیئے یہ تعلیم دی۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا۔ یعنے ہم اللہ تعالےٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ بڑی پناہ اور معاذ اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ ہے۔ جو ساری قوتوں اور قدرتوں کا مالک ہے اور ہر نقص سے پاک اور ہر کامل صفت سے موصوف ہے

کس بات سے پناہ چاہتے ہیں۔ من شرور انفسنا انسان کی اندرونی بدیاں اور شرارتیں اس کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ مثلاً شہوت کے مقابلہ میں زیر ہو جاتا ہے اور ترک عفت کرتا ہے۔ بدنظری اور بدکاری کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ حلم کو چھوڑتا ہے اور غضب کو اختیار کرتا ہے اور کبھی قناعت کو جو سچی خوشحالی کا ایک بڑا ذریعہ ہے چھوڑ کر حرص وطمع کا پابند ہوتا ہے۔ غرض یہ نفس کا شر عجیب قسم کا شر ہے۔ اس کے پنجہ میں گرفتار ہو کر انسان بدی کو نیکی اور نیکی کو بدی بنا لیتا ہے اور ہر شخص کو اس کے خیال دہوکا دیتا ہے۔ مولویوں کو ان کے رنگ میں اور میرے جیسے انسان کو اپنے رنگ میں غرض عجیب عجیب امتحان ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ ایسا ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نعوذ پر ختم فرمایا ہے اسلیئے کبھی اوس سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

نفس کا شر اور اعمال کا شر اوس کے بدنتائج ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان نہ آجاوے۔ تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور پھر کوئی اوسے بامراد نہیں کر سکتا اور نہ بچا سکتا ہے۔ اسی طرح اخلاص اور نیکی کے ثمرات نیک ہوتے ہیں ایسے شخص کو جب وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے۔ کوئی ہلاک نہیں کر سکتا اس لیئے فرمایا۔

من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ۔ ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے۔

ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

یہ خلاصہ اور اصل عظیم الشان اصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا معبود۔ محبوب اور مطاع نہ بناؤ۔ اور زبان۔ آنکھ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ غرض کل جوارح اور اعضاء اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہوں۔ کوئی خوف اور امید مخلوق سے نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار نہیں اور اس کے حکم کے مقابل کسی اور کے حکم کی پروا نہ کریں۔ فرمانبرداری کا اثر اور امتحان کے مقابلہ کے وقت ہوتا ہے۔ ایک طرف قوم اور رسم ورواج بلاتا ہے۔ دوسری طرف خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ اگر قوم اور رسم ورواج کی پروا کرتا ہے اور کسی بات کی نہیں پروا کرتا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ پر سچا ایمان رکھتا ہے اور اس کا فرمانبردار ہے۔

اور یہی عبودیت ہے۔

قرآن مجید نے اسلام کی یہی تعریف کی ہے۔

من اسلم وجہہ للہ وھو محسن

سچی فرمانبرداری یہی ہے۔ کہ انسان کا اپنا کچھ نہ رہے اس کی آرزوئیں اور امیدیں اس کے خیالات اور افعال سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور فرمانبرداری کے نیچے ہوں۔ میرا اپنا تو یہ ایمان ہے کہ اس کا کھانا پینا چلنا پھرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہو تو مسلمان اور بندہ بنتا ہے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رضامندی کی راہوں کو بتانیوالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چونکہ ہر شخص کو مکالمہ الٰہیہ کے ذریعہ الٰہی رضامندیوں کی خبر نہیں ہوتی ہے اگر کسی کو ہو بھی تو اس کی وہ حفاظت اور شان نہیں ہوتی جو خدا تعالےٰ کے ماموروں اور مرسلوں کی وحی کی ہوتی ہے

اور خصوصاً سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جس کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہزاروں ہزار ملائکہ حفاظت کیلئے ہوتے ہیں اسلئے کامل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور وہی مقتدا اور مطاع ہیں۔ پس ہر ایک نیکی تب ہی ہو سکتی ہے کہ جب وہ اللہ تعالےٰ ہی کیلئے ہو اور پھر آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نیچے ہو اسکو بعد میں کچھ آیتیں پڑھی ہیں اور ان میں عام لوگوں کو نصیحت ہے کہ نکاح کیوں ہوتے ہیں اور نکاح کرنیوالوں کو کن امور کا لحاظ رکھنا چاہئیے مخلوق کو اللہ تعالی نے معدوم سے بنایا ہے اور یہ شان ربوبیت ہے نکاح بھی ربوبیت کا ایک مظہر ہے اسلئے اللہ تعالی فرماتا ہے

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة

یہ ایک سورة کا ابتداء ہے اس سورة میں معاشرت کے اصولوں اور میاں بیوی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے یہ آیتیں نکاح کے خطبوں میں پڑھی جاتی ہیں اور غرض یہی ہوتی ہے کہ تا اُن حقوق کو مدنظر رکھا جاوے اس سورة کو اللہ تعالی نے یا ایھا الناس سے شروع کیا ہے الناس جو انس سے تعلق رکھتا ہے تو میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا تعلق بھی ایک اُنس ہی کو چاہتا ہے تاکہ دو اجنبی وجود متحد فی الارادة ہو جائیں غرض فرمایا۔ لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے رب سے ڈرو وہ رب جس نے تم کو ایک جی سے بنایا ہے اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ خلق منھا زوجھا سے یہ مراد ہے۔ کہ اسی جنس کی بیوی بنائی اس آیت میں اتقوا ربکم جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی اصل غرض تقویٰ ہونی چاہئیے اور قرآن مجید سے یہی بات ثابت ہے نکاح تو اس لئے ہے کہ انسان احصان اور عفت کے برکات کو حاصل کرے مگر عام طور پر لوگ اس غرض کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ وہ دولتمندی حسن وجمال اور جاہ وجلال کو دیکھتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیک بذات الدین بہت سے لوگ خط وخال میں محو ہوتے ہیں جن میں جلد تر تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کے قول کے موافق تو سات سال کے بعد وہ گوشت پوست ہی نہیں رہتا مگر عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ عمر اور حوادث کے ماتحت خط و خال میں تغیر ہوتا رہتا ہے اسلئے یہ ایسی چیز نہیں جس پر انسان محو ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اصل غرض تقویٰ بیان فرمائی ہے۔ دیندار ماں باپ کی اولاد ہو دیندار ہے پس تقویٰ کرو اور رحم کے فرائض کو پورا کرو۔ میں تمہارے لئے نصیحت کرتا ہوں یہ تعلق بڑی ذمہ داری کا تعلق ہے میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے نکاح جو اغراض حب پر ہوتے ہیں اون سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی۔ جو اس کی روح اور زندگی کو بہشت کر کے دکھلائے ان ساری خوشیوں کے حصول کی جڑ تقویٰ ہے اور تقوے کیلئے یہ گُر ہے۔ کہ اللہ تعالی کے رقیب ہونے پر ایمان ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالی تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینکدیتی ہے بچو گے۔

دوسری آیت یہ ہے۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا۔ اس میں بھی اللہ تعالی تقویٰ کی ہدایت فرماتا ہے اور ساتھ ہی حکمت بتلاتا ہے کہ پکی باتیں کہو۔ انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو کافر کو مومن اور کافر بنا دیتی ہے معتبر بھی بنا دیتی ہے اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے اسلئے حکم ہوا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے لگاؤ خصوصاً نکاحوں کے معاملہ میں اس معاملہ میں پوری سوچ بچار اور استخاروں سے کام لو اور پھر مضبوطی سے اُسے عمل میں لاؤ جب تم پوری کوشش کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ یصلح لکم اعمالکم۔ تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہو جائیں گے تمہاری غلطی کو جناب الٰہی معاف کر دیں گے کیونکہ جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ وار اللہ تعالی ہو جاتا ہے اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ ان معاملات نکاح میں عجیب در عجیب کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور دھوکہ دیا جاتا ہے خدا تعالی ہی کا فضل ہو تو کچھ آرام ملتا ہے ورنہ چالاکی سے کام کیا ہو اور دنیا میں بہشت نہ ہو۔ پھر فرمایا ہے بہت لوگ پاس ہونے کے لئے تڑپتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اصل بات تو یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کا مطیع ہوتا ہے وہ ہی حقیقی بامراد ہوتا اور یہی حقیقی پاس ہے پھر اس معاملہ میں تیسری آیت یہ ہے۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ اس تیسری آیت میں بھی تقویٰ کی تاکید ہے کہ تقوی اللہ اختیار کرو اور ہر ایک جی کو چاہئیے کہ بڑی توجہ سے دیکھے کہ کل کیلئے کیا کیا۔ جو کام ہم کرتے ہیں ان کے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہیں اسلئے جو کام اللہ کیلئے نہ ہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا لیکن جو اللہ کیلئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اسکو مفید اور مثمر ثمرات حسنہ بنا دیتا ہے یہ سب باتیں تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں اسوقت جو مجمع ہے میں اس کی خوشی کا اظہار کروں تو بعض نادان بدظنی کرینگے مگر بدظنیاں تو ہوتی ہی رہتی ہیں مجھے ان کی پروا نہیں اور میں کسی رنگ میں مخلوق کی پروا کرنا اپنے ایمان کے خلاف یقین کرتا ہوں یہ امر اخلاص اور اسلام کے خلاف ہے پس میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ اس تقریب کی وجہ سے مجھے بہت ہی خوشی ہے اور کئی رنگوں میں خوشی ہے نواب محمد علی خان میرے دوست ہیں یہ نہ سمجھو کہ اس وجہ سے دوست ہیں کہ وہ خان صاحب یا نواب صاحب یا رئیس ہیں میں نے کسی دنیوی غرض کیلئے ایک منٹ سے بھی کم وقت کیلئے کبھی ان سے دوستی نہیں کی وہ خوب جانتے ہیں اور موجود ہیں مجھے ان کے ساتھ جس قدر محبت ہے محض خدا کیلئے ہے کبھی بھی نہ ظاہری طور پر نہ باطنی طور پر ان کی محبت میں کوئی غرض نہیں آئی ایک زمانہ ہوا میں نے اون سے معاہدہ کیا تھا کہ آپ کے دکھ کو دکھ اور سکھ کو سکھ سمجھونگا اور اب کوئی غرض اس معاہدہ کے متعلق میرے واہمہ میں نہیں گذری ان کا یہ رشتہ کا تعلق حضرت امام علیہ السلام سے ہوتا ہے یہ سعادت اور فخر انکی خوش قسمتی اور بیدار بختی کا موجب ہے انکے ایک بزرگ تھے شیخ صدر جہاں (علیہ الرحمة) ایک دنیا دار رئیس نے انکو نیک سمجھ کر اپنی لڑکی دی تھی مگر یہ خدا تعالی کے فضل کا نتیجہ ہے اور اسکی بندہ نوازی ہے کہ آج محمد علیخان کو سلطان دین نے اپنی لڑکی دی ہے یہ اس بزرگ مورث سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔ یہ میرا علم میرا دین اور ایمان بتاتا ہے کہ وہ حضرت صدر جہاں سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میرا کون مقوم ہے مگر میرا علم بتاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں حضرت عمر میرے جد امجد بڑے مہروں کو پسند نہیں کرتے تھے مگر ایک مرتبہ جب ایک عورت نے کہا قنطار المقنطرہ بھی ہو تو خدا انہیں روکتا تو عمرؓ کون روکنے والا ہے اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمر سے تو مدینہ کی عورتیں بھی افقہ ہیں۔ پس ایک فاروقی کے منہ سے اس وقت ۵۶ ہزار کے مہر کو خفیف سمجھنا ضرور قابل غور ہے کیا میرے جیسے آدمی کا مہر اتنا باندھا جا سکتا ہے جس نے آیا تو کھا لیا کپڑا مل گیا تو پہن لیا اس کا مہر تو اسی حیثیت کا جیسا کہ آنحضرة صلعم نے ایک موقعہ پر ایک صحابی کو کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے اسنے جواب دیا نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا لوہے کی انگوٹھی ہی سہی جب اس نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ صرف تہبند ہے تو اس کا مہر بما معک من القرآن فرمایا۔ فقہاء نے اس پر اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تیری قرآن دانی کے بدلے اور بعض کہتے ہیں قرآن کی تعلیم دینے کیلئے بہر حال مہروں کا اندازہ انسان کے حالات پر ہوتا ہے۔ چار سو درہم یا دو سو درہم یا پانسو ٹکا سلطانی یہ کوئی شرعی حدود یا قیود نہیں ہیں پس جو لوگ کل کی بات کو غور سے سوچتے ہیں اون کو ادنیٰ ہی مشکلات ہوتی ہیں۔ بہر حال حضرت صاحب نے تمام اُمور کو مدنظر رکھ کر ۵۶ ہزار مہر تجویز فرمایا ہے۔ اور میری اپنی سمجھ میں یہ مہر ان حالات کے ماتحت جو خوانین کے ہاں پیش آتے ہیں کچھ بھی نہیں اور بہت تھوڑی رقم ہے تاہم حضرت صاحب نے بڑی رضامندی سے اس مہر پر مبارکہ بیگم کا نکاح کر دینا قبول فرمایا۔ اس سے یہ اجتہاد نہیں ہو سکتا کہ نور دین جیسے کا بھی یہی مہر ہو۔ مہر حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایجاب و قبول ہوا۔ اور حضرت اقدس نے دعا فرمائی۔

مسجدین ہیں یا کہ شوالے؟

اللہ تعالیٰ نے کسی ملک اور قوم کو اس نعمت سے خالی نہیں چھوڑا۔ کہ اس میں اوس کا کوئی رسول آیا ہو اور اوس نے اپنا پیغام توحید پہونچایا ہو۔ لیکن انسان کی عادت ہی کچھ ایسی ہے کہ جب ایک فرستادہ خدا کو بہت زمانہ گذر جاتا ہے تو اوس سے ہدائیت یافتہ قوم رفتہ رفتہ اس ہدائیت سے دور جاتی ہوئی راہ مستقیم سے بالکل الگ ہوکر خود اپنے ہادی کی تصویر بھی ایسی بُری کھینچنے لگتی ہے۔ کہ دوسروں کے واسطے بجائے رغبت کے تنفّر کا موجب ہو۔ یہ حال اہل ہنود کا اس وقت تھا۔ جب کہ ہدائیت کا سورج اور نوروں کا نور سرزمین عرب میں چمکا اور اپنی ہدائیت کی پر زور کرنوں سے تمام جہان کو روشن کردیا۔ اوس وقت ہندوستان کا ملک ایک بت خانہ تھا۔ یا بُت خانوں کا عجائب گھر تھا جدھر جاؤ۔ اور جس شہر میں نظر ڈالو۔ کوئی جگہ عبادت آلہی کے واسطے نظر نہ آتی تھی۔ ہر طرف پتھروں کے بُت اور ان کے پجاری نظر آتے تھے۔ خانہائے بتان نے ایسا ہجوم کیا کہ خانہ خدا کے واسطے کوئی جگہ ہی خالی نہ رہی تھی۔ اور اہل ہند کے دل و دماغ میں بتوں کی تعظیم اس درجہ تک گھر کر گئی تھی۔ کہ مصلحان زمانہ نے سوائے بت شکنی اور بت خانوں کے مسمار کرنے کے ان کی درستگی کا کوئی اور علاج نہ دیکھا۔ بُت پرست ایک موحد کے سامنے بول ہی کیا سکتا ہے۔ اور اگر بولے۔ تو پہلے ہی قدم میں اس کے واسطے شکست فاش ہے۔ اس بات کو دیکھ کر ہند کے پجاریوں نے یہ سوچا۔ کہ اگر ہماری قوم نے مسلمانوں کے ساتھ خلط ملط کیا۔ تو ہمارا کام سب خراب ہو جائیگا۔ توحید کے دلائل قوی اور زبردست ہیں اون کے سامنے ٹھہرنا مشکل۔ برہمنوں اور پوجا پاٹھ کرانے والوں کی روزی بند ہو جائے گی بھوکے مریں گے۔ مشرکوں کے خیالات ایسے ہی ناقص ہوتے ہیں۔ غرض یہ لوگ کہاں لگے تدابیر کرنے کہ جس طرح سے ہو ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ میل جول سے اور مذہبی بات چیت کرنے سے ہٹاؤ۔ ایسی تجاویز کرو۔ کہ مسلمانوں کو معلوم ہی نہ ہونے پائے۔ کہ ہم کب عبادت کرتے ہیں اور کس طرح کرتے ہیں یہ سوچ سمجھ کر انہوں نے چھوت چھات کا مسئلہ بنایا۔ مسلمان کے کپڑے سے کپڑا نہ لگنے پائے ورنہ تمام کپڑے ناپاک اور اشنان واجب۔ مسلمان جس کھانے کو ہاتھ لگائے وہ کھانا حرام۔ بت خانے کے صحن میں مسلمان کا قدم پڑے تو تمام زمین اور مکان بھرشٹ۔ اگر کوئی برہمن کسی مسلمان کے سامنے دیدکو پڑھے تو وہ سیدھا نرگ کو جائے غرض ہر طرح سے اپنے مذہب کو اور مذہبی خیالات کو پوشیدہ رکھنے کی تدابیر کی گئیں تاکہ نہ اون پر کوئی روشنی پڑے اور نہ اون کی بدشکلی کا دوسروں پر اظہار ہو باوجود اس کوشش کے ہزاروں لاکھوں۔ ہندو مسلمان ہوئے۔ اور اب تک ہو رہے ہیں۔ اور دن بدن اسلام ترقی پر ہے۔ اور ہندو مذہب تنزّل میں ہے۔

یہ حالت صرف اہل ہنود پر واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر ایک قوم جب کہ وہ خراب حالت میں پڑتی ہے اور اوسکو تنزل شروع ہوتا ہے۔ تو اوسے ایسی ہی باتوں پر سہارا لینا پڑتا ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ مگر تنکا کیا خاک سہارا دیگا۔ جس نے تنکے کا سہارا لیا وہ خود بھی ڈوبا۔ اور بیچارے تنکو کو بھی ساتھ لے ڈوبا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد خلقت نے دین عیسوی کی طرف رجوع کیا تو اوس وقت یہودیوں کے علماء نے بھی یہی چال اختیار کی تھی۔ کہ کوئی عیسیٰ کے پاس نہ جائے کوئی عیسائیوں سے ملاقات نہ کرے۔ عیسائیوں کو اپنے عبادت خانوں میں نہ آنے دو۔ یہ کرو۔ وہ کرو۔ نتیجہ کیا ہوا۔ یہودی دن بدن ذلیل و خوار ہوتے گئے اور عیسائی دن بدن ترقی کرتے گئے۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کی تعداد کروڑوں تک پہونچ گئی اور یہود تھوڑے سے ذلیل اور پست حالت میں رہ گئے جیسا کہ آج تک دکھائی دیتے ہیں۔

آج اس زمانہ میں جبکہ پھر حکمت آلہیہ کا تقاضا ہوا کہ نور توحید زور سے زمین پر چمکے اور سب طرف خدا کے بندے اس کی عبادت میں مصروف ہوں اور خدا تعالیٰ نے نور توحید کا سورج سرزمین پنجاب سے چڑھایا۔ اور اس کی شعاعیں نہائیت تیزی کے ساتھ ہر چہار طرف پھیلیں تو قسما قسم کے مشرکین کو اپنے آباء و اجداد کیطرح پیٹ کی فکر پڑی۔ اور مسلمانوں کے علماء نے بھی ہنود اور یہود کی پیروی کے سوائے کسی اور بات میں اپنے لیئے راہ نجات نہیں دیکھی۔ جب اونہوں نے دیکھا کہ احمدیوں کے دلائل ایسے سچے اور زبردست ہیں کہ جب انسان سنتا ہے تو اوسے ضرور ماننے ہی پڑتے ہیں اور اس طرح سے تو سب لوگ احمدی بن جائینگے پھر ہماری بیہودہ باتوں کو کون سُنیگا تو پہلے احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا جب دیکھا کہ اس سے بھی کام نہیں چلتا۔ اور احمدی جماعت دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور غیر احمدی کم ہوتے چلے جاتے ہیں تو اب گھبرا کر اور جھنجھلا کر یہ تجویز قرار پائی ہے کہ احمدیوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دو۔ ان کو یہاں نماز نہ پڑھنے دو۔ یہ کافر ہیں اور کافر بھی ایسے زبردست کہ اگر ان کا پاؤں مسجد میں پڑ جائے تو مسجد کی صفیں بھی کافر ہو جاتی ہیں اور جلانے کے قابل بن جاتی ہیں اور اگر اون کا ہاتھ لوٹے کو لگ جائے تو لوٹا بھی کافر ہو جاتا ہے اور توڑ دینے کے قابل ہو جاتا ہے کیا زبردست کُفر ہے اور کیسا طاقتور ہے اور کیسی تاثیر اسکو عطا کی گئی ہے۔ کہ جہاں ہمیشہ سے مسلمان نماز پڑھتے تھے اور صدہا سال سے جو مسجد مسلمانوں کے مبارک قدوم سے متبرک ہو رہی تھی اوس سارے تبرک کو ایک کافر نے اپنا پاؤں چھوکر مٹا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ عیسائی آئے تھے بطور مہمان۔ آپ نے ان کو اپنے ان جگہ دی کھانا کھلایا۔ ہر طرح سے اون کی خاطر کی۔ اور لوازمات میزبانی کے بجالائے۔ جب اون کا گرجا کرنے کا دن آیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم ہماری مسجد میں گرجا کر دو۔ اسی جگہ اپنی عبادت بجا لاؤ۔ ایک وقت تو وہ تھا کہ عیسائی مسلمانوں کی مسجد میں۔ اور مسجد بھی نبوی اپنی عبادت کرے تو مسجد کا کچھ بگڑتا نہیں اور ایک وقت یہ ہے۔ کہ اگر کوئی احمدی جو کلمہ گو ہے قبلہ کیطرف موہنہ کرکے نماز پڑھتا ہے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جو باقی سب مسلمان پڑھتے ہیں دن رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت میں مصروف ہے۔ مسلمانوں کے سردار احمدؐ کیطرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ اگر وہ اون کی مسجد میں داخل ہو جائے۔ تو مسجد ناپاک ہو جاتی ہے۔ ع

ببین تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

مگر بات یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا دین سچا تھا عیسائی کیا عیسائی کا بابا بھی ہوتا تو آنحضرت صلعم کے سامنے مسلمان ہو جاتے اور محمدی احمدی بننے کا سوائے اوس کو چارہ نہ تھا۔ چہ جائیکہ وہ مسلمانوں پر کچھ اپنا اثر ڈال سکتا۔ لیکن اب ان مسلمانوں کے پاس وہ پُرزور اسلام نہیں بلکہ کچھ بھی نہیں۔ ہندوؤں کی طرح ان کا مذہب بھی اب ایک کچا تاگا رہ گیا ہے۔ جو کہ احمدی کی شکل دیکھنے سے ٹوٹ

ٹوٹ جاتا ہے۔

حال مین ہمارے معزز دوست داروغہ عبدالحمید خان صاحب انسپکٹر مظفر نگر معہ اپنے رفقاء مولوی عبدالخالق صاحب گلن خان صاحب و محمد سلیمان صاحب حضرت کی زیارت کے واسطے تشریف لاتے ہوئے راستہ مین رات بٹالہ مین ٹھہرے تھے۔ وہ وہان کا واقعہ سناتے ہین کہ صبح اکون کے اڈے کے پاس جو مسجد ہین نماز کے واسطے گئے۔ تو وہان کے ملان یا اس کے جانشین نے جو کوئی تھا۔ فرمایا کہ تم مسجد کے اندر مت گھسو اور مسجد کے لوٹے کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ باہر بورڈ لگا ہے۔ قادیان جانیوالون کو یہان نماز پڑھنے کی اجازت نہین خیر! ہمارے دوستون نے وہان نماز نہ پڑھی کسی اور جگہ پڑھ لی۔ اس تذکرہ مین داروغہ صاحب نے کیا خوب فرمایا کہ جب احمدی لوگ ان لوگون کے نزدیک کافر ہین تعجب ہے کہ ایک کافر نماز پڑھنے کو آتا ہے۔ تو وہ اوسے روکتے ہین کہ تو نماز نہ پڑھ۔ کافر اگر مسجد کیطرف متوجہ ہو اور نماز پڑھنا چاہے۔ تو مسلمانون کیواسطے ایک خوشی کا مقام ہونا چاہیئے۔ کہ کافر ہو کر نماز پڑھتا ہے خدا کے آگے سجدہ کرتا ہے نہ کہ اوس کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوجائین۔ کہ تو وضو کیون کرتا ہے۔ نماز کیون پڑھتا ہے۔ مسجد کے اندر کیون آتا ہے۔ ہمارے پانی کے برتن کو کیون ہاتھ لگاتا ہے۔ حیف ہے۔ اون لوگون کی حالت پر جو حضرت امام مسیح موعود کی مخالفت کے خیال سے خود اسلام کو ترک کر رہے ہین۔

سُنا کرتے تھے۔ کہ ولی اللہ کا دشمن رفتہ رفتہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ اب اس کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی۔ کہ وہ خارج ہوتا کس طرح سے ہو ماہر بات یہ ہے۔ کہ ولی اللہ کی تمام باتین صدق اور راستی پر مبنی ہوتی ہین اور اوس کے مخالف مخالفت کے غلو مین اوس کی ہر ایک بات مین اوس کے برخلاف کرتے ہین اور کچھ نہین سوچتے۔ کہ یہ بات اچھی ہے یا بُری۔ جو بات ولی اللہ نے کہی اوسی کے مخالف ہوگئے اس طرح رفتہ رفتہ حق کی مخالفت کی عادت ہوکر تمام راستی کی باتین چھوٹتی چلی جاتی ہین۔ اور بالآخر ایمان خارج ہو جاتا ہے

کوئی پندرہ سولہ سال کی بات ہے۔ لاہور اسلامیہ کالج مین ایک عربی کے مدرس تھے۔ اور سلسلہ حقہ کے مخالف۔ وہان ایک طالب علم احمدی تھا اوس نے اپنے ان عربی کے اُستاد صاحب کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود کے تازہ الہامات جو زبان عربی مین تھے سُنانے شروع کئے جب اوس طالب علم نے ایک الہام سُنایا۔ تو مدرس صاحب جھٹ بول پڑے۔ کہ عربی غلط ہے تب اوس نے دوسرا الہام سنایا۔ اس پر مدرس صاحب بول اٹھے۔ کہ عربی غلط ہے۔ پھر طالب علم نے حضرت کا تیسرا الہام سُنایا۔ اور وہ بھی عربی مین تھا۔ اس پر بھی مدرس صاحب فوراً بول اوٹھے۔ کہ عربی غلط ہے۔ اتفاق حسنہ سے وہ تیسرا فقرہ الہامی قرآن شریف کی ایک آیتہ تھی۔ اور سُنانے والا طالب علم حافظ قرآن تھا۔ اوس نے بادب عرض کی۔ استاد صاحب آپ کیا فرماتے ہین یہ تو قرآن شریف مین بھی اسی طرح سے آیا ہے۔ تب مدرس صاحب بہت جھنجھلائے۔ اور کھسیانے سے ہوکر فرمانے لگے کہ خیر قرآن مین کچھ سیاق وسباق اور ہوگا۔ بندۂ خدا وہان سیاق سباق اور ہوگا۔ تو یہان بھی آپ پوچھ لیتے کہ سیاق وسباق کیا ہے۔ الغرض ان لوگون کا یہ حال ہے کہ خواہ مخواہ ہر امر مین مرزا صاحب اور اون کے مریدین کی مخالفت کرنا اون کے واسطے فرض ہوگیا ہے خواہ وہ بات حق کی ہو اور خواہ عین اسلام ہو۔ مگر چونکہ ایک احمدی کے مونہہ سے نکلی ہے یا اوس کے طریق عمل مین آئی ہے اس واسطے یہ اوس کی مخالفت کرین گے اور ضرور کرین گے۔ ہماری تو سمجھ مین نہین آتا۔ کہ مرزا صاحب سے یہ ایسے کیون بگڑے وہ کون سی بُری بات ہے جو مرزا صاحب ان کو سکہتے ہین۔ مرزا صاحب تو یہی کہتے ہین۔ کہ شریعت اسلام کی پیروی کرو۔ مطابق قرآن وحدیث اپنے اعمال بجالاؤ۔ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو خدا کی عبادت کرو۔ اسلام کی اشاعت کرو۔ ہان وہ یہ بھی کہتے ہین۔ کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہوگئے اور قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ وہ فوت ہوگئے اور خدا کی شہادت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو شب معراج مین مُردون کے درمیان دیکھا انجیل گواہ ہے۔ کہ وہ فوت ہوگئے۔ خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو زندہ ماننے سے عیسیٰ پرست عیسائیون کے شرک کو امداد ملتی ہے بس اتنی پر بگڑ کھڑے ہوئے اور لگے کفر کے فتوے دینے اور اینٹ روڑا پھینکنے۔ افسوس ان مسلمانون کی تو وہ حالت ہے۔ کہ کوئی شخص قاضی کے پاس فریاد لے کر گیا تھا کہ فلان شخص مجھے کہتا ہے۔ کہ گوہ مخور قاضی نے کہا وہ یونہی کہتا ہے تم اس کی پرواہ نہ کرو فادر بے شک کھاؤ۔ سو اگر ہمارے مسلمان بھائی نہین ملتے تو وہ خواہ مخواہ ناراض نہ ہون۔ عیسیٰ پرستی کی امداد ہی اون کو پسند خاطر ہے۔ تو بے شک کرین اور اوس کا مزا چکھین۔ اگلے مشرکین اور اون کے معاونین کے ساتھ جو گذری وہ یہ بھی دیکھ لین گے۔ ہم نے خیرخواہی سے بات کہدی ہے۔ ماننا نہ ماننا اون کا اختیار۔

مکتوب حسن

ایک عرب کا خط حضرت کی خدمت مین آیا تھا جس مین حضور مسیح موعود کے دعاوی کے دلائل طلب کئے تھے۔ اس خط کا جواب حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے عربی مین تحریر فرمایا تھا اور عربی خط کے مضمون کو فائدہ عام کیواسطے حضرت مولوی صاحب موصوف نے اردو مین بھی تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ فایدہ عام کے واسطے عربی خط اور اوس کا اردو مضمون ہر دو درج اخبار کئے جاتے ہین۔ ایڈیٹر۔

عربی خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایھا الحبیب قد بلغ کتابک الی الحضرت الاقدس والجناب المقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء المسیح الموعود والمھدی المسعود۔ وھو یشتغل ان یکتب الکتاب فی العربی فامرنی ان اجیب کما تحب ایھا الحبیب موسنبت مھمتہ یعسر علی غیری من احبابک ان یطالع الرسائل التی صنفھا الامام الھمام فی العربی المبین وبلغ فیھا ما امرہ اللہ ان یبلغ تبلیغاً للعالمین لان فیھا شفاءٌ لما فی الصدور ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خساراً ولا یسع ھذا القرطاس المختصر ان اکتب فیہ مضامینھا اللطیفۃ وفیما دیھا الشریفۃ ولاکن بحکم المثل المشہور اعنی ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ اکتب لک بعضاً منھا کالقطرۃ من البحور انظر الی ما قال اللہ تعالی فی ایۃ الاستخلاف وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الایۃ

دلت هذه الاية الشريفة على ان الاستخلاف فى الامة المحمدية يكون كالاستخلاف الذى مضى فى بنى اسرائيل ويكون الخليفة منكم لا من اليهود والنصارى فانظر الى اثر السلسلة الموسوية انه بقى الدين الموسوى على الحالة الاصلية الى القرن الثالث كذالك الدين المحمدى بقى على حاله الاصلية وما فشى الكذب فيه كما اخبر به المخبر الصادق المصدوق خير القرون قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم وقال ثم يفشو الكذب وهكذا انظر الى اخر السلسلة الموسوية جاء المسيح بن مريم فى القرن الرابع بعد الالف وهو خاتم سلسلة الموسوية فكذالك يجب ان ياتى خاتم الخلفاء السلسلة المحمدية ويكون تماثل السلسلتان كما هو مقتضى لفظ كما - وهو يكون المسيح من الامة المحمدية كما يقتضى لفظ منكم فى الاية والحديث الصحيح امامكم منكم ويجئ فى وقت يقارب الوقت الذى جاء فيه عيسى بن مريم ليتم المشابهة التى يقتضيها لفظ كما ثم انظر الى تطابق مضمون الاية للواقعات لان المسيح الموعودؑ ادعى على راس القرن الرابع بعد الالف وبرهن على دعواه بالايات البينات التى ظهرت فى الافاق من الارضيات والسماويات ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاهد از پئے تصدیق من استاده اند

وايضا ظهرت الايات الكثيرة على يديه كما تدل الكتب المصنفة عليه - فتصديق دعواه تصديق لاية الاستخلاف وتكذيبها تكذيب لاية الاستخلاف كما يكذب بها فرقة الروافض والخوارج من اول السلسلة الى اخرها - ومن الايات الارضية الطاعون والزلازل وغيرهما - كما جاءت فى علامات المسيح الموعودؑ و من الايات السماوية الخسوف والكسوف انظر كيف جمع بهما الله فى شهر رمضان ۱۳۱۲ هجرية كما فى حديث الدارقطنى وغيره الفاظ من كتب الحديث ان لمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض تنخسف القمر فى اول ليلة من رمضان - يعنى فى اول ليلة من الليالى التى يكون فيها الخسوف وتنكسف الشمس فى النصف منه يعنى فى نصف الايام التى تنكسف الشمس فيها وما يورده المخالفون على هذا الحديث من ايرادات فهى باطلة - بعضهم يقولون ان اسناد هذا الحديث ضعيف ولا يفهمون اصطلاح اصول الحديث ان من ضعف الاسناد لا يلزم عدم صحة مضمون الحديث لان الحديث وان كان من حيث الاسناد ضعيفا ولكن ان صححه الواقعات او التجارب الصحيحة او الالهامات الصادقة او الكشوف المصدقة فيكون صحيحا قويا - بل يكون اصح من الاقوى احاديث الصحيحة التى صحت بحسب الاسناد فهذا الحديث شهد على صدقه الشمس والقمر بجريانهما والسموات السبع بدورانهما فى الفلك - وبعضهم يعترض عليه ان اجتماع الخسوف والكسوف ليس مختصا بزمان المسيح الموعودؑ - بل كان فى الازمنة السابقة ايضا مرارا كثيرة ولا يفهم هذا الجاهل ان ضمير لم تكونا يرجع الى الايتين من حيث انهما تكونان ايتين لصدق دعواه الصادقة فليبين المعترض الجاهل ان الخسوف والكسوف باجتماعهما فى رمضان سنة ۱۳۱۲ھ بالحيثية الكذائية التى اشتهرت فى الاخبار المعتبرة المشهورة الانجليزية متى وقعا اى شخص ادعى انهما ايتان لصدق دعواه واما اجتماع الخسوف والكسوف فى رمضان سنة ۱۳۱۱ھ فقد وقعا بالحيثية الكذائية التى اندرجت فى الحديث المذكور وادعى المهدى الموعود انهما ايتان لصدق دعواه لم يدع احد من المامورين السابقين انهما ايتان لدعواه و ان وقعا فى زمانهم فصدق المخبر الصادق انهما لم تكونا منذ خلق السموات والارض بالحيثية الكذائية ولولا الاعتبارات لبطلت الحكمة - الحديث.

فتصديق دعواه عين تصديق الحديث وتكذيبها تكذيب كلام النبوة - ايضا قال الله تعالى - واذا العشار عطلت وفسر هذه الاية فى حديث مسلم اورده فى ذكر المسيح الموعود ويترك القلاص فلا يسعى عليها - فانظروا الى تعطل العشار والقلاص فى هذا الزمان باجراء البوابير البرية فى سكك الحديد حتى انها جرى فى ملك الحجاز ايضا وستتم فتمت كلمة ربك صدقا وعدلا فانظروا كيف يسعى فى اجرائه ملك الروم وجملة اهل الاسلام - فان يعد ذا احد من النبى القدير فليسم لا نسد او لا لان اجراءه موجب لتعطيل العشار والقلاص وتعطيلها موجب لتصديق دعواه كما اخبر به المخبر الصادق المصدوق فالحاصل ان تكذيب دعواه تكذيب الكتاب والسنة ولو جردت دلائل الشرعية على دعواه لجاوز تعدادها من الالف فعليكم بمطالعة الكتب والرسائل التى طبعت واشيعت فى الافاق كتبه محمد احسن خادم المسيح الموعود والمهدى المعهود عليه الصلوة من الرب الودود الذى اظهر شان الربوبية للدين المحمدية فى زمن هذا الفتن واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين -

۹ - فروری ۱۹۰۸ء

عربی خط کا مضمون اردو میں

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمده ونصلى على رسوله الكريم

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته - اے میرے حبیب آپکا خط محبت نمط حضرت اقدس جری الله فی حلل الانبیاء مسیح موعود و مہدی مسعود کی خدمت بابرکت میں پہونچا ہے آپنے چاہا ہے - کہ خط اگر عربی مین لکھا جاوے - تو بہتر ہے - کہ یہان کے احباب کی زبان تامل ہے ان عربی زبان کو بھی باسانی سمجھ سکتے ہین - لہذا حضرت اقدس نے خاکسار سے ارشاد فرمایا ہے - کہ آپکو خط عربی مین لکھون اولاً آپ کیخدمت مین واضح ہو - کہ ایک مختصر خط مین مطالب کا آنا اور پھر اوس کے جملہ دلائل کا بیان ہونا کیونکر ہوسکتا ہے - اس لئے آپ اپنے دوست محمد یوسف وغیرہ سے فرمائیے کہ کتب اور رسائل مصنفہ حضرت امام ہمام علیہ السلام کا مطالعہ ضرور کرین - جو عربی فصیح مین متحدیانہ بکثرت تصنیف کی گئی ہین - جیسا کہ حمامة البشریٰ اعجاز المسیح فتوے منذرجہ حقیقة الوحی وغیرہ وغیرہ ان کتابون مین حضرت مامور من الله نے وہ حقایق ومعارف اور مطالب اور اون کے دلائل اور دیگر نشانات ارضی و سماوی تحریر فرمائے ہین - جو دلون کی بیماریون کے لئے شفا کامل ہین اور مومن کے لئے عین رحمة الٰہی ہین ہان ناانصاف ظالم لوگون کے لئے تو بجز خسارہ اور ضرر کے اور کیا متصور ہوسکتا ہے ؎

اگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

اسلئے یہ کاغذ مختصراً اون اون مضامین لطیفہ اور مطالب شریفہ کے

سنیچ ہونے کی کب گنجائش رکھتا ہے۔ مگر بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے بمنزلہ ایک قطرہ کی دریائے زخار سے لکھتا ہوں۔ اوّل آیۃ استخلاف پر ہی غور کرو جو سورہ نور میں موجود ہے جس کا حاصل ترجمہ تفسیری یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے۔ ان مومنوں سے جو تم میں سے ہیں یعنی امت محمدیہ میں سے اور نیکو کار بھی ہیں۔ کہ آئندہ بعد حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ان کے جانشین پیدا کرتا رہے گا۔ جس طرح سے کہ پہلے ان کے یعنے بنی اسرائیل میں حضرت موسےٰ کے بعد جانشین اور خلفاء بناتا رہا ہے۔ آخر تک اس آیت اور اوس کے ترجمہ کو آخر تک خوب غور سے دیکھو۔ بعد تھوڑے سے غور کے تم کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ وعدہ الاستخلاف کا امت محمدیہ میں جو بعد نبی کریمؐ کے آئندہ زمانوں میں واقع ہوگا وہ دو صورتوں میں ہوگا۔ اوّل صورت تو یہ کہ جانشین نبی کریمؐ کے اسی امت محمدیہ میں سے ہوں گے بنی اسرائیل یعنے یہود و نصاریٰ میں سے کوئی شخص جانشین ہمارے نبی کریمؐ کا نہیں آویگا۔ خواہ کوئی پیغمبر ہو یا غیر پیغمبر دوسری قید یہ ہے کہ البتہ یہ سلسلہ استخلاف کا مانند سلسلہ استخلاف حضرت موسیٰ ہی کے ہوگا۔ گویا سلسلہ استخلاف حضرت موسیٰ کا بمنزلہ ایک توطیہ اور تمہید کے تھا واسطے سلسلہ استخلاف محمدی کے اب ہم دونوں سلسلوں کی اوّل اور آخر پر غور کرتے ہیں اور درمیانی سلسلوں کو کتب مطولات کے حوالہ پر چھوڑتے ہیں تو ہم تواریخ بائبل سے پاتے ہیں۔ کہ سلسلہ استخلاف موسوی میں قرنوں تک بہ لحاظ دین موسوی کے بحالت اصل باقی رہا۔ اور کسی طرح کی تحریف و تبدیل دین موسوی میں واقع نہیں ہوئی۔ جو کچھ بدعات اور تحریفات واقع ہوئیں وہ بعد تین قرنوں کے ہی واقع ہوئیں۔ پھر جو ہم دین اسلام کے اوائل پر نظر کرتے ہیں۔ تو یہ تو اثر پاتے ہیں۔ کہ تین قرنوں تک دین اسلام ہی اپنی حالت اصلی پر بڑے زور و شور کے ساتھ ترقی پذیر رہا۔ اور جو کچھ دینی خرابیاں اور بدعات جاری ہوئیں وہ بھی تین صدی کے بعد ہی واقع ہوئیں۔ جیسا کہ دین موسوی میں واقع ہوئی تھیں۔ اور مخبر صادق کی وہ پیشگوئی بھی کامل طور پر پوری ہوئی۔ جو کلام نبوت میں وارد ہوئی تھی۔ کہ سب قرنوں سے افضل قرن تو مرا قرن ہے اور اوس کے بعد جو قرن اوس کے قریب ہوگا۔ اور پھر اوس کے بعد جو قرن اوس کے قریب ہوگا اور پھر اس کے بعد کذب یعنے بدعات اور خرابیاں دین اسلام میں شائع ہو جاوینگی اور ایسا ہی واقع ہوا۔ فصدق رسولہ الکریم۔

اب ہم دونوں سلسلوں کی آخر پر بھی نظر کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے بعد قریباً چودہویں صدی میں جبکہ تحریفات اور بدعات کا زمانہ بڑے زور و شور پر تھا۔ حضرت عیسےٰ بن مریم واسطے اصلاح اُمّت موسوی کے مبعوث ہوئے اور وہی خاتم الخلفاء سلسلہ موسویہ کے بھی ہوئے ہیں۔ پس حسب مقتضاء لفظ کما کے ضروری تھا کہ خاتم خلفاء سلسلہ محمدیہ کا بھی بنام مسیح ابن مریم تقریباً چودہویں صدی ہجریہ میں اُمّت محمدیہ میں سے ہی مبعوث ہوئے تاکہ دونوں سلسلوں میں تماثل اور تشابہ پیدا ہو جاوے اور لفظ کما کا معوذ باللہ عبث اور لغو نہ ہو۔ الحمد للّٰہ کہ ایسا ہی واقع ہوا اور واقعات نے شہادت دیدی ہے کہ دونوں سلسلوں میں ایسا ہی تطابق ہے جیسا کہ لفظ کما کا مقتضا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے راس صدی چہاردہم ہی پر دعوی مجددیت و مسیحائی و مہدویت دنیا میں شائع کیا اور اون کے اس دعوے پر علاوہ ادلہ شرعیہ کتاب و سنت کے نشانات آسمانی و زمینی سے ہی منجانب اللہ شہادت حاصل ہوگی۔ جو تمام دنیا میں شہرہ آفاق ہے ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

الحاصل تصدیق آپ کے دعوے کی تصدیق آیات الٰہیہ کی ہے۔ اور تکذیب آپ کے دعوے کی تکذیب آیات الٰہیہ کی ہے۔ خواہ آیات قرآنیہ ہوں یا نصوص حدیثیہ یا نشانات آسمانی ہوں یا نشانات زمینی۔ جن کی پیشگوئی آنحضرت صلعم مخبر صادق نے کی تھی اور وداوین حدیث میں موجود ہیں اب فرمائیے کہ ایسے اربعہ متناسبہ کون کودن تسلیم نہ کرے گا جن کا تناسب واقعات نے ثابت کر دیا۔ مثلاً نشانات ارضیہ میں سے طاعون اور زلازل ہیں جو احادیث میں ذیل علامات مسیح موعود میں مذکور کی گئی ہیں۔ اور پھر بڑے زور و شور کے ساتھ زمانہ مسیح موعود میں وہ واقع ہو چکی۔ اور آیات سماویہ میں سے کسوف و خسوف ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ و ۱۳۱۲ھ ہجریہ جمع فرمایا۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ جو دارقطنی وغیرہ کتب معتبرہ حدیث میں مذکور ہے۔

ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض تنخسف القمر فی اول ليلة من رمضان يعنی فی اول ليلة من الليالی التی تقع فيها الخسوف وتنكسف الشمس فی النصف منه يعنی فی نصف الايام التی تنكسف الشمس فيها انتهى۔

بعض جہلا اس حدیث پر چند اعتراض کرتے ہیں حالانکہ وہ سب اعتراض بالکل باطل اور لغو و فاسد ہیں ایک اعتراض یہ ہے۔ کہ یہ حدیث من حیث الاسناد ضعیف ہے۔ یہ معترض اصول حدیث کے قاعدہ کو بھی بالکل نہیں سمجھتا۔ جو ایسا واہی اعتراض کرتا ہے۔ کیونکہ مسلمناکہ اسناد ضعیف ہے۔ مگر قاعدہ اصول ہے کہ اگر کوئی حدیث من حیث الاسناد ضعیف ہو۔ جو ایک اصطلاح حدیث کی ہے۔ تو ضعف اسناد سے لازم نہیں آتا۔ کہ وہ حدیث بھی غلط ہو جاوے۔ مثلاً اگر واقعات اوس کی تصحیح کر دیویں۔ تو پھر وہ حدیث تو اُس حدیث سے بھی اصح اور قوے ہو جاوے گی جو من حیث الاسناد تو صحیح ہوں۔ لیکن واقعات اوس کے مصدق نہ ہوئے ہوں اس لئے یہ حدیث تو نہائیت درجہ پر صحیح اور قوی ہے کیونکہ اوس کی صحت اور قوت پر زمین و آسمان نے منجانب اللہ شہادت دے دی ہے۔ فصار الاعتراض هباءً منثورا۔ اور بعض کم فہم یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ زمانہ سابقہ میں بھی چند بار ایسا اجتماع کسوف اور خسوف کا واقع ہوا ہے۔ یہ جاہل معترض نہیں سمجھتا۔ کہ ضمیر لم تکونا کی طرف راجع ہے۔ جو بمعنی نہ ہونا نشان کے ہے اور ظاہر ہے۔ کہ کسی شخص نے زمانہ سابقہ میں کسوف اور خسوف کا اپنے دعوے کی تصدیق کے لئے نشان ہونے کا دعوے ہرگز ہرگز نہیں کیا بخلاف مانحن فیہ کے کہ حضرت مسیح موعود نے ہزار ہا رسائل اور کتب اور اشتہارات میں اون کے نشان ہونے کا دعوے تمام دنیا میں شائع کیا ہے۔ پس مخبر صادق کی پیشگوئی تو یہ تھی۔ کہ یہ اجتماع کسوف و خسوف ہمارے سچے مہدی کے لئے دو نشان ہووینگے۔ سو یہ پیشگوئی واقع ہوگئی۔ اب پھر یہ کہنا کہ ایسے واقعات تو ہمیشہ ہی ہوا کرتے ہیں کیسی حماقت ہے۔ جس سے تمام نشانہائے مندرجہ قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیونکہ جملہ انبیاء کے لئے جو نشانات من جانب اللہ دئے گئے ہیں۔ وہ دنیا میں واقع تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ پس معترض پر اون سب کی تکذیب

لازم آئیگی حتی کہ فرعون اور اسکی فوج کا غرق ہونا بھی کوئی نشان
صداقت موسی کے لئے نہیں ہو سکے گا کیونکہ اکثر جہاز اور
کشتیاں غرق ہوتی رہتی ہیں۔ الحاصل دارومدار کسی واقعہ کے
نشان صداقت مامور من اللہ کے لئے ہونے کا پیشگوئی ہوا
کرتی ہے۔ جو ویسے ہی واقع ہو جیسا کہ مامور من اللہ نے اوسکی خبر دی
ہے۔ یہ اجتماع خسوف وکسوف دو نشان تصدیق مسیح موعود
کے لئے ایسے ہی واقع ہوئے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے
اور قیامت تک آپکا نشان ہونا زبان خلق پر جاری رہیگا۔ فصدق
المخبر الصادق فی اخبارہ انہما لم تکونا منذ خلق السموات
والارض۔ پس تصدیق آپکے دعوے کی عین تصدیق
کلام نبوت کی ہے اور تکذیب اوس کی عین تکذیب کلام نبوۃ کی
ایضاً فرمایا۔ اللہ تعالی نے اور یاد کرو اس وقت کو کہ اونٹنیاں
معطل کی جاوینگی۔ اس آیۃ کی تفسیر خود کلام نبوۃ میں مذکور
ہے۔ جو صحیح مسلم میں باب مسیح بن مریم میں مندرج ہے۔ کہ
یترک القلاص فلا یسعی علیہا۔ کہ جوان اونٹنیاں
متروک کی جاوینگی۔ اور اون پر دوڑ نہ کیجاوے گی۔ یعنے
سواری نہ کی جاوے گی۔ اب دیکھو کہ ہندوستان میں مدت سی
اونٹنیوں کی سواری بمقابلہ ریل کے متروک ہو ہی گئی ہے۔
لیکن عرب میں بھی حجاز ریلوے کے سبب سواری اونٹنیوں
کی متروک ہوتی جاتی ہے۔ اور قریب تر بالکل مسافات بعیدہ
تک متروک ہو جاوینگی۔ اب غور کرو کہ اس نشان کے
پورا کرنے کے لئے اول تو گورنمنٹ انگلشیہ نے کیسی جان توڑ
کوششیں کی ہیں اور لاکھوں روپیہ اوس کی طیاری میں صرف کیا
اور الحال گورنمنٹ رومیہ معہ جملہ اہالی اسلام کے حجاز ریلوے
وغیرہ کی طیاری میں کیسی مساعی جمیلہ عمل میں لا رہے ہیں۔
اب ہمارے مخالفین کو چاہیئے۔ کہ اس نشان آلہی کو جسکی
خبر قرآن مجید اور حدیث صحیح دونوں میں موجود ہے پورا نہ
ہونے دیویں تاکہ اونٹنیاں معطل اور بیکار نہ ہو ویں جس
سے تصدیق مسیح موعود کی لازم آتی ہے۔ اور اس ریل کی
سواری کی خبر متعدد جگہ پر قرآن مجید میں موجود ہے۔ کما قال اللہ تعالی
والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ و
یخلق مالا تعلمون۔ وحملنا ذریتہم فی الفلک المشحون
وخلقنا لہم من مثلہ ما یرکبون۔ اب فرمایئے۔ کہ
مالا تعلمون سے بجز سواری ریلوے کے اور کیا مراد
ہو سکتی ہے۔ پس لفظ ما سے مراد بقرینہ سباق آیۃ والخیل
والبغال والحمیر کے بجز سواری کے اور کیا ہوگی اور مثل
جہاز کے جو دریائی سواری ہے بجز ریلوے کے جو
بری سواری ہے اور کیا ہے۔

اگر اس مختصر خط میں نشانات اور دلائل شرعیہ کی تفصیل
کیجاوے تو براہین کا شمار عدد ہزار سے بھی متجاوز ہو جاوے
اسلئے آپ صاحبوں کو لازم ہے کہ کتب مصنفہ اور رسائل
حضرۃ صاحب کو مطالعہ کرو۔ وبس۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ
رب العالمین۔

کتبہ محمد احسن نزیل قادیان ۱۳ ؍ فروری سنہ ۱۹۰۸ء

حضرت جنید بغدادی

اور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

کل یا پرسوں رات کو یعنی ۲۵ ؍ فروری شنبہ کے اس
پاس ایک عجیب نکتہ معلوم ہوا۔ میں ایک وقت معمول تک پڑھا
کرتا ہوں۔ اتفاق سے کتاب ختم ہوگئی اور پانچ منٹ باقی
رہ گئے۔ میں نے کہا۔ کہ اور کوئی اور کتاب ہی پڑھ ڈالو۔ تو ایک
کتاب متعلق جنید بغدادی کی ہاتھ میں آگئی اور جو صفحہ کہ کھولا تو
وہ ۸۸ نکلا۔ نظر زیادہ تر صفحہ کے شروع پر ہی پڑا کرتی
ہے۔ مگر میری نظر متن کے بالکل وسط میں پڑی۔ تو یہ
عبارت تھی۔ "کسی نے پوچھا (جنید بغدادی سے)
اوس شخص کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ جو ہدایت کر رہا
ہے۔ مگر گانا سن کر اوس کی حالت متغیر ہو گی۔ فرمایا مخلوق
سے عہد اولین لیتے وقت جب اللہ جل شانہ نے فرمایا تھا
الست بربکم۔ اوس وقت اس کلام کی شیرینی نے روحوں کو
ایک چوٹ لگادی تھی جب گانا سنتے ہیں تو وہی چوٹ پھر
یاد آجاتی ہے۔ نیز فرمایا۔ کرتے تھے۔ "تصوف کی بنیاد آٹھہ
خصلتوں پر ہے۔ جو انبیا علیہم السلام کے ساتھہ مخصوص
تھیں۔ (۱) سخاوت جو حضرت ابراہیم کا حصہ تھی (۲) رضا
جو حضرت اسحق کے ساتھہ مخصوص تھی" (۳) صبر جس کا حق
حضرت ایوب نے ادا کیا (۴) اشارہ جو حضرت ذکریا کے
لئے خاص تھا (۵) غریب الوطنی جو حضرت یحیی کے لئے
تھی (۷) سیاحی جو حضرت عیسی کے خصائص میں سے
تھی۔ (۸) یہ نقل مطابق اصل اوس کتاب کی ہے اس
میں نمبر ۶ غائب ہے۔ شاید وہ خصلت اب دنیا میں نہیں ہے
بلکہ کسی [illegible] پر ہر [illegible] کمالات اور طبقات الاکبری
ہے۔

ہمارے لئے اس میں بہت سے امور برائے عبرت ہیں
مگر یہ ساتویں خصلت جو حضرت عیسیؑ کی ہے۔ یہ قابل
غور ہے۔ غیر احمدی مسلمان مصر ہیں کہ نہیں حضرت عیسیؑ
بجسد عنصری آسمان پر تشریف لے گئے اور اس حساب سے
ان کی عمر صرف تینتیس ۳۳ برس کی رہ جاتی ہے جس میں فی
زمانہ نبوت محض تین برس کا رہ جاتا ہے۔ اس مدت میں
انہوں نے کونسا عظیم الشان سفر کیا۔ جس سے سیاحی
کی صفت کے وہ مرکز بن گئے۔

یوں تو ہم بھی لکھنؤ اور جے پور آتے جاتے ہیں
مگر سیاح نہ کہلائے۔ پنجاب میں ایک آدمی ہے۔ عبد الرحمن
مصر ہو آیا ہے۔ اوس کو لوگ سیاح کہتے ہیں۔ لفظ سیاح
کے ساتھہ ایک چھپے ہوئے معنے بھی ہیں۔ کہ پیدل سفر
کیا ہو۔ ابن بطوطہ سیاح کہلاتا۔ وہ چلا افریقہ سے۔ اور نہ
معلوم کہاں کہاں گیا مگر وہ شخص کس طرح سیاح ہو گیا۔ جو ناصرہ
سے بیت المقدس گیا یا بڑا تیر مارا ہو گا۔ تو ملک شام کے
دو چار شہر اور دیکھہ لئے ہوں گے۔ جس سے زیادہ شہر
میں نے ہندوستان کے دیکھے ہوں گے۔ لہذا غیر احمدی
مسلمان جواب دیں کہ جنید نے حضرت مسیح کو سیاح کیونکر
بنا دیا۔ تاوقتیکہ انہوں نے کوئی بڑا سفر کیا اور شام
سے کشمیر تک۔ واقعی ایک لمبا سفر ہے۔ اور ایک سو بیس
یا ایک سو پچیس برس کی عمر ایسی ہے۔ جس میں انسان اوس
زمانہ میں شناخت کر سکتا تھا۔ اور لاکھوں آدمی اوس کی
سیاحی کے گواہ ہو سکتے تھے اور ہوتے تھے اور ہوئے
پس حضرت جنید بغدادی کا احسان ہے۔ کہ حضرت کو
ایک صفت سے موسوم کر کے ہمارے لئے ایک
شہادت پیدا کر دی اور مولوی شیر [illegible] نے پبلک میں پیش
کر کے ہم تک یہ بات پہونچا دی۔ پھر حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوۃ والسلام کو اون کی قبر کا پتہ بذریعہ الہام یا خواب
ہوا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے الہام یا خواب
یا مراقبہ غلط سمجھا جاوے۔ اور محمد شمس الدین قدس سرہ
کے مکاشفے درباره قبر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
کالوحی من السماء سمجھا جائے۔ (یہ وہ بزرگ ہیں جو یزید
کے ہمراہ بزمانہ حضرت معاویہ قسطنطنیہ فتح کرنے
گئے تھے۔ اور صلح ہو گئی۔ مگر لشکر ہنوز ہٹا بھی نہیں ہوا تھا
کہ آپکا انتقال ہو گیا۔ یہ لشکر سنہ ۴۶ھ مطابق ۶۶۵ عیسوی

گیا تھا) ہان ایک بات رہ گئی۔ وہی مردہ پرستی کا مادہ شمس الدین اب دنیا میں نہیں بلکہ اونہون نے وفات پائی (حضرات مین۔ مین لکھنے والا تہا کہ مر گئے۔ مگر بے ادبی ہوتی تہی۔ گر لفظ وفات سے بہی۔ ڈرتا ہون۔ کہ کہین لوگ نہ سمجھ جاوین۔ کہ وہ آسمان پر چلے گئے خیال رہے کہ فلان مر گیا۔ اسی کا معزز طریقہ کہنے کا یہ ہے۔ کہ فلان نے وفات پائی۔ اِنّی متوفیک مین متوفیک وفات کے معنون میں ... ہیں۔ اور ان سے مراد بھی مرنا ہے۔

محمد عمر جذب۔ لکھنوی مقیم حال لاہور

یہ حسن ظنی بھی ایک بد ظنی ہی

جب سے عربی زبان کا علم مسلمانون سے اُٹھ گیا ہے۔ وہ حسن اخلاق حسن ظن کے معنے بالکل نہین سمجھتے۔ عام طور سے جو میٹھی زبان مین گفتگو کرے ہر ایک سے جا و بے جا بہ لطف و مدارات پیش آئے اسے کہتے ہین۔ یہ صاحب حسن اخلاق ہے حالانکہ یہ سخت غلطی ہے۔ خدا تعالے کے دئے ہوئے قوی کو مناسب محل و موقعہ پر استعمال کرنے کا نام حسن اخلاق ہے پس اگر کوئی شخص نرمی کے موقعہ پر سختی یا سختی کے محل پر نرمی کرتا ہے۔ تو اوسے کبھی صاحب حسن اخلاق نہ کہنا چاہیئے ایسا ہی جب کہا جاتا ہے۔ کہ حسن ظن سے کام لو۔ تو اوس کے یہ معنے نہین۔ کہ سب کو نیک ہی سمجھو۔ حتّے کہ چور اور کینہ ور کو بھی بھلا آدمی ہی باور کرتے رہو بلکہ ظن کو مناسب موقعہ و محل اور ایسے طور سے استعمال کرنے کا نام (جس سے نیک نتیجہ مرتب ہو) حسن ظن ہے۔ مین امید کرتا ہون۔ کہ اس نکتہ کو میرے بھائی یاد رکھین گے۔ ورنہ حسن ظن جن عام معنون مین لیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے تو یہ حسن ظن بھی ایک بد ظنی ہے یعنی ظن کا بُرے رنگ مین استعمال ہے (اکمل)

مجمع الاخوان

۲۳۔ فروری کو راجہ دہیان سنگہ کی حویلی مین احمدی طلبا کا جلسہ ہوا جس مین مرزا یعقوب بیگ صاحب کا مضمون بہت دلچسپی سے سنا گیا۔ وہ قریباً ۲½ گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ اس قدر دلچسپ اور پر حقایق تھا کہ حاضرین نے نہ گھبراہٹ دکھائی اور نہ کسی قسم کی بے چینی بڑے آرام سے سنتے رہے ایسا ہی مولوی صدر الدین صاحب کا مضمون تھا جس نے حضرت محمد صلعم کی کامیابی اور حضرت یوسف کی کامیابی کو بیان کرتے کرتے حضور کی کامیابی کا موازنہ کیا اور ناظرین پر خوب روشن کر دیا۔ کہ اس قدر کامیابی خدا ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ بغیر اس کے ناممکن ہے

طلبا پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ بعض ایک ہندو لڑکے سے جو گورنمنٹ کالج مین بی۔ اے کلاس مین پڑہتا ہے پوچھا کہ تم نے جلسہ سے کیا فائدہ حاصل کیا اوس نے جوابدیا۔ کہ مین پیشتر اس کے مذہب کو فضول خیال کرتا تہا اب مجھے کچھ سمجھ آ گئی۔ کہ مذہب بہی ایک خوش کن چیز ہے۔ حاضرین کی تعداد کا آٹھ نو سو تک تخمینہ کیا جاتا ہے۔

ایک اور زلزلہ

برادرم غلام دستگیر صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کمائین ہانگ پاپوسٹ سے اطلاع دیتے ہین۔ کہ یہان ۹ اور ۱۰ فروری کی درمیانی شب کو بوقت ۱۲½ بجے اچھا خاصہ زلزلہ آیا۔ سپاہیون کی پٹیان جو دیوارون کے ساتھ لٹکائی ہوئی تہین۔ گر پڑین۔ اور جو کوئی جاگتا تہا۔ بہت گھبرا گیا۔ اللہ تعالے اپنا رحم کرے۔

زلزلے پر زلزلہ آ رہا ہے۔ مگر غافل خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے۔ اتر۔ دکن۔ پورب۔ پچہم کے رہنے والے کان کھول کر سن رکھین۔ کہ خدا تعالے اپنی قہری تجلیون سے اپنی ہستی منوا کے چھوڑیگا (اکمل)

دونون مین سے ایک بات ضرور ہو

یا تو عمل بالاسلام کا گم شدہ ہیرا پھر ہمین مل جائے اور یا ہم مین سے وہ پوری نسل ہلاک ہو جاوے جنکی شرمناک حرکتین اسلام کے لئے مایہ ذلت ہین۔ مایوسی اور حسرت کا اس سے بہی بڑہکر کوئی ہولناک سین ہو سکتا ہے۔ جو آج پیروان اسلام کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ قوم کیسے سدہرے گی جس مین لاکھون کی تعداد سے زیادہ انسان جہل و وحشت کے کال پہتلے ہین۔ وہ جماعت کیونکر شائستگی سے قریب ہوگی جس کے دو ثلث سے زیادہ افراد اب تک سیاہی اور سفیدی مین فرق کرنا سیکہے ہین؟ محرم کی ابتدائی تاریخون مین اسلام کی کیا صورت نظر آتی ہے؟ یہ کہ مثل الحجر کا ایک مذہب جو تمام تر نیم اور جہل و نادانی کا مجموعہ ہے جسمین روشنی نام کو نہین جسے شائستگی اور آدمیت سے مس نہین جو بالکل اس سے مجبور ہے کہ اپنے دوستون مین کوئی عمدہ خصلت پیدا کرسے۔ جو بیسوین صدی مین جہالت کا ایک طاقتور دیو ہے۔ اتنا طاقتور کہ نئے تمدن سے بہی ہزیمت نہ کہا سکا وہ ایک ایسا گروہ ہے پیدا کرنے کے سوا کچھ نہین کر سکتا۔ جو پتھر کی جگہ کپڑون کاغذون اور کھپچیون کے غیر حیوانی شکل کے بُت بنا کر پوجے اور فرضی جنازہ اور جلوس نکال کر ایک مضحکہ انگیز تماشہ دکھلایا کرے۔ پس اب ہمارے لئے اسکے سوا اور کیا کام باقی رہ گیا ہے۔ کہ جہان تک ہوش و حواس کام دیں رو دین اور جہان تک ساتھ دے در و دیوار سے سر ٹکرائین۔ (وکیل)

فرعون کی لاش

جو لوگ مصر کی قدیمی چیزون کا سراغ لگانے مین مصروف رہتے ہین۔ ان کو فرعون کی لاش بہی مل گئی ہے۔ جو حنوط کی ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی شکل نہائیت مکروہ تہی۔ جسم فربہ تہا۔ قد پانچ فٹ ساڑہے آٹھ انچ کا تہا۔ سر پر بال کم تہے ناک پتلی تہی۔ دانتون کی قطار مین دو داڑھین کھوکھلی تھین۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ کہانے پینے کے وقت فرعون کے دانتون مین سخت درد ہوتا تہا۔ اور درد کی شدت سے وہ بالکل دیوانہ ہو جاتا تہا۔ اسی دیوانگی حالت مین وہ بنی اسرائیل کی نسبت نہائیت سخت ظالمانہ احکام جاری کرتا تہا ان ظلمون کا خاتمہ بحر احمر کی موجون نے کیا جن مین وہ غرق ہوا۔ پھر اوس کی لاش نکال کر حنوط کی گئی

یہودی اس ظلم کے پنجے سے نجات پانے کی عید مناتے ہین جس کو عید فصح کہتے ہین۔ ایک ظریف کہتا ہے کہ اگر فرعون کے زمانے مین دانتون کا علاج کرنیوالے طبیب مصر مین موجود ہوتے تو یہودیون کو عید فصح منانے کا کبھی موقعہ نہ ملتا

سرحدیون کی شرارت

پشاور سے خبر آئی ہے کہ ۱۰ تاریخ کی شب کو پشاور اور جمرود کے درمیان ایک ٹرین کو پٹڑی سے گرا دینے

کی کوشش کی گئی۔ سڑک پر بڑے بڑے پتھر اور شہتیر رکھدیئے گئے۔ مگر ٹرین کو کوئی نقصان نہ پہونچا۔ صرف انجن کو نقصان پہونچا ہے۔ یہ شرارت یقیناً ذکاخیلیون کی ہے اور ممکن ہے۔ وہ پہر بہی ایسی شرارتین کرین۔

تازہ ایجاد ایک امریکن موجد مسٹر تیسلا نے بغیر تار کے برقی لہرون کو حیرت انگیز فاصلہ تک بھیجنے کی تجویز نکالی ہے۔ اس ترکیب سے مسٹر موصوف کو ۰۰ کرور گہوڑون کی طاقت حاصل ہوجائے گی۔ اس کو یقین ہے کہ اب مریخ کے باشندے اس کی باتون کا جو برقی لہرون کے ذریعہ سے کی جائین گی۔ آسانی کے ساتھ جواب دے سکین گے۔ اس کا یہ بہی خیال ہے۔ کہ اہل مریخ اعلیٰ درجہ کے روشن خیال اور ذہین لوگ ہین۔ امریکہ کے مشہور ہیئت دانوں کی ایک جماعت کا بہی یہی خیال ہے اور گذشتہ چند سالون سے سائنس دانون کو اس انکشاف کے متعلق بہت کچہہ نئی شہادت مل چکی ہے۔ پروفیسر جی سی سلپر متعلق کلیگ سٹاف ابزرویٹری ایری رونہ بیان کرتا ہے۔ کہ مریخ کے متعلق میرے جدید مشاہدات کے نتائج پروفیسر لوئل کی تھیوری سے بالکل مطابق ہین۔ مریخ مین جو نہرین پہلے دریافت ہوچکی ہین۔ اون کے علاوہ کئی اور نہرین دریافت ہوئی ہین۔ بہت سی دوسری نہرین نظر آئی ہین۔ جن کی تعمیر اور استعمال سے وہان کے باشندون کی ذہانت کا پتہ ملتا ہے۔

ملک فرانس مین گہوڑون اور گدہون کا گوشت بڑی رغبت سے کہایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر سال تیس ہزار گہوڑے وہان کے باشندون کی شکم پروری کے لئے ذبح کئے جاتے ہین۔ یہی حال جرمنی مین ہے حال مین ایک ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے۔ جس کے ذریعہ سے مچہلیان بغیر پانی کے زندہ رہ سکتی ہین چونکہ مچہلیون کی زندگی کے لئے آکسیجن ضروری ہے اس لئے آلہ سے آکسیجن پہونچانے کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔

چوری لاہور کے کوچہ بابیان مین رات کے آٹھہ نو بجے ایک واقعہ ہوا۔ جسے چوری۔ اور سینہ زوری اور قتل سب کچھہ کہنا بجا ہے رات کے نو بجے کے قریب ایک شخص مشتبہ شکل کا بغل مین کچہہ دبائے ہوئے گلی سے نکل رہا تہا کسی نے اس پر دیکہہ کر اوسپر شک کیا اس سے پوچہا گیا کہ کون ہے اور کہان سے آتا ہے۔ کچہہ جواب دیکر وہ تیز چل پڑا اور اس شخص نے چور چور پکارنا شروع کیا اور اس کے پیچھے دوڑا۔ چور اپنی ٹوپی اور کچہہ اور چیز پہینک کر بہاگ گیا۔ تہوڑی دیر تک اس کا تعاقب ہوا۔ لیکن پیچہا کرنیوالے ٹھہر گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ اس نے ایک گہر مین گہس کر جہان ایک عورت اور دو ننہے بچے رہتے تہے۔ عورت کے کئی زخم لگائے اور اس کا سینہ بند کرکے سب مال واسباب لوٹ لیا۔ لاہور جیسے شہر کے ایک کوچہ مین آٹھہ نو بجے ایسا واقعہ ہوجانا افسوس اور شرم کی بات ہے۔

قابل توجہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل

اس وقت اگر کسی محکمہ مین پبلک اوپنین کی کچھ پرواہ کی جاتی ہے تو وہ ڈاک خانہ ہے اور اسی امید پر اگر ہم پبلک کی تکلیفات کا اظہار کرین۔ تو بیجا نہ ہوگا۔

نئے وی پی سسٹم کے برخلاف اس وقت چارون طرف سے آواز اٹھ رہی ہے۔ تاجر بیوپاری اخبارون کے مینیجر اور دیگر ایجنسیون کے کلرک سب اپنی اپنی جگہ پر نالان ہین جب تک یہ نیا سسٹم جاری نہ ہوا تھا۔ امید کی جاتی تھی کہ اس نئے طریق سے بہت سی تکالیف رفع ہو جاوین گی لیکن اس کے اجرا پر سب امیدون پر پانی پھر گیا بلکہ یہ الٹا وبال جان ثابت ہوا۔ ڈاک خانہ والون نے اپنے خیال مین کام ہلکا کیا لیکن برخلاف اس کے کام دوچند بلکہ سہ چند بڑھ گیا۔ جب وی پی وصول ہو کر آتے ہین اس وقت سخت مشکل کا سامنا پیش آتا ہے۔ منی آرڈر کے کوپن پر نہ تو صاف حروف مین نام ہی لکھا ہوتا ہے نہ مفصل پتہ اور نہ ہی بھیجنے والے کے رجسٹر کا نمبر اور بعض کوپنون پر تو تعداد روپیہ بھی درج نہین ہوتی۔ ایسی حالت مین یہ کس طرح پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ یہ کس کا روپیہ آیا ہے اور کس مد مین روپیہ آیا ہے جن لوگون کے تھوڑے وی پی جاتے ہین۔ اون کے لئے تو شاید نیا سسٹم اس قدر تکلیف دہ نہین ہوگا جس قدر اون کارخانون کے لئے جن کے ایک ہی جگہ سے کئی قسم کے روپیہ کی وصولی کے لئے وی پی کئے جاتے ہین۔ رقم وصول ہونے پر کچھ پتہ نہین لگتا ہے کہ کس مد کا روپیہ وصول ہو کر آیا ہے۔ یہ تو مین بیوپاری لوگون کی تکلیفات۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نئے سسٹم سے ڈاک خانہ کے سٹاف یا ڈاک خانہ کو کسی قسم کا فائدہ ہوا۔ واقعات کی بنا پر اس کا جواب بھی نفی مین ملتا ہے ڈاک خانہ کے کلرکون کا کام دگنا ہو گیا ہے۔ فارمون کی چھپوائی کا خرچ بڑھ گیا ہے۔ پھر سمجھ مین نہین آتا کہ کس مصلحت پر یہ سسٹم جاری کیا گیا ہے۔

ہم بڑے ادب مگر زور کے ساتھ پوسٹ ماسٹر جنرل کی خدمت مین درخواست کرتے ہین کہ وہ اس طریقہ پر پھر غور فرماوین اور اگر وہ اس سے بہتر کوئی فارم مرتب نہ کر سکتے ہون۔ تو وہی پرانا فارم اجرا کر کے پبلک کو اس عذاب سے رہائی دیکر مشکور فرماوین۔ ا پرکاش

سڈیشن کا انسداد

سندھیا کے پرنٹر اور پبلشر کو دو سال کی قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور اگر جرمانہ ادا نہ ہو۔ تو ۶ ماہ کی مزید قید۔ نوشکتی اخبار کے پرنٹر اور پبلشر مسٹر منمہن گھوش کو ۶ ماہ قید سخت اور ایکہزار روپیہ جرمانہ کی سزا آپ نے تجویز کی۔ دونون مجرمون نے وکیل کے ذریعہ درخواست کی کہ آئندہ کے لئے ان کو اخبار کا پرنٹر اور پبلشر نہ سمجھا جاوے۔ مراد یہ تھی کہ دوسرے آدمی ان کی جگہ لے سکین۔

روسی جرنیل

روسی جرنیل نے پورٹ آرتھر کا قلعہ بہادر جاپانیون کے سپرد کر دیا تھا اس کا نام سٹوسل تھا۔ ناظرین حیران ہون گے کہ ایسے بودے آدمی کو ہم نے بہادر کا خطاب کیون دیا۔ اس کی وجہ بھی ہم بتائے دیتے ہین۔ یہ فہرست بہت دیر ہوئی کہ درج اخبار ہو چکی ہے۔ کہ سٹوسل کے جرم کی سزا تجویز کرنے کو روسی گورنمنٹ نے ایک کورٹ مارشل بٹھایا تھا۔ جنرل سٹوسل نے کورٹ مارشل کے سامنے آخری تقریر کرتے ہوئے پورٹ آرتھر کے جاپانیون کے حوالہ کر دینے کی ساری ذمہ واری اپنے سر پر لے لی اور کہا کہ اگر اس جرم کی تلافی میرے خون سے ہو سکتی ہے۔ تو مین پھانسی چڑھ جانے کو تیار ہون۔

ملا ہڈا کی سرکشی

لندن سے خبر آئی ہے۔ کہ ملا ہڈا برٹش کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ ہے چنانچہ اس نے اپنی طرف سے کھلم کھلا جہاد کی تلقین کی۔ مگر دیگر سرحدی قومین اس کی تقریرون کی پرواہ نہین کرتین انہون نے صاف کہدیا ہے۔ کہ ہم بادشاہ کے حکم سے جہاد کرینگے۔ نہ کہ تم ایسے ایک ملا کے کہنے سے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

احاطہ ڈاک خانہ ملتان کے اندر ایک کنوان ہے، اوس مین سے قریب ایکسو چٹھیون کا بنڈل نکالا گیا۔ جو مختلف لوگون کے نام کی باہر سے آئی تھین اور بلا تقسیم کرنے کے چاہ مین ڈالی گئی تھین ڈاک خانہ کے ملازم کہتے ہین۔ کہ اونہون نے یہ چٹھیان ہرکارہ ڈاک کے حوالہ کی تھین۔ اوسی نے کام کے بچنے کے خیال سے ڈال دی ہون گی۔ لیکن ہرکارہ ڈاک کان کو ہاتھ لگا کر کہتا ہے۔ کہ ہرگز یہ چٹھیان اس کو نہین ملین ورنہ کیون ڈاکخانہ کے کنوئین مین ڈالدیتا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

محکمہ جنگلات سال زیر رپورٹ مین محکمہ جنگلات کی آمدنی ۱۵۹۵۰۰۰ روپے ہوئی۔ جس مین ۱۲ فیصدی کی کمی نمایان ہے یہ کمی زیادہ تر قلت پیداوار کے باعث واقع ہوئی۔ اور اس کے ساتھ خرچ بھی گذشتہ سال سے ۹ فیصدی گھٹ کر صرف ۱۱۵۷۴۲۹ روپے رہا۔ تاہم منافع صرف ۴۰۷۵۷۰ روپے یعنی ۱۹۰۵-۰۶ء کے مقابلہ مین ۱۰۳۱۳۱ روپے کم ہوا۔ صاحب کنسرویٹر کا خیال ہے۔ کہ ابھی اور چند سال تک چوب عمارتی کی فروخت سے آمدنی کم ہوگی۔ کیونکہ آسٹریلیا کی لکڑی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور ادنے قسم کی لکڑی بے ایمانی سے دیودار بنا کر بیچی جا رہی ہے۔ لیکن اس موقع پر یہ سوال بے اختیار پیدا ہوتا ہے۔ کہ آسٹریلیا ہزارہا میل کے فاصلہ سے لکڑی روانہ کرنے اور جہاز و ریلوے کا محصول دینے کے باوجود اگر اپنی عمارتی لکڑی ارزان فروخت کر سکتا ہے۔ تو محکمہ جنگلات پنجاب خاص موقع پر موجود اور جہاز و ریل کے خرچ سے بری ہونے پر کیون کر ایسا نہین کر سکتا۔ اور جو ادنے قسم کی لکڑی دیودار مین مل جاتی ہے۔ اس کی پیداوار کیا صرف آسٹریلیا کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے ساتھ ہی لوگون کو بھی متنبہ رہنا چاہیئے۔ کہ آسٹریلیا کی ادنے قسم کی لکڑی کو دیودار سمجھ کر نہ خریدین۔ [illegible] گران بجگت [illegible] اصول پر نظر رکھ کر اپنی دیسی لکڑی کی قدر کرین۔

دلچسپ رباعی

مرد تمام آنکہ نہ گفت و بکرد
آن کہ بگفت و بکند نیم مرد
وان کہ بگفت و نکند زن بود
نیم زن است آنکہ نہ گفت و نہ کرد

مراکو مولائے حفیظ نے الجزیرہ کانفرنس کے معاہدے پر دستخط کرنے والی یورپین حکومتون کو لکھا ہے۔ کہ اب میرے سلطان ہونے کو تسلیم کرو۔ فرانس انگلستان اور سپین کو تو یہ پیام قبول کرنے مین تامل ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ خوف بھی ہے۔ کہ انکار کرین تو جرمنی کب انکار کرنے دیگی۔ کیونکہ اوس نے مولائے حفیظ کا پیام مان لیا۔ تو نئی مشکلات پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

مقدمہ گاؤکشی۔ جوائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد کی عدالت مین دس ہندو اس جرم مین ماخوذ ہین کہ بقرعید کے موقعہ پر انہون نے گاؤکشی کی ممانعت کے لئے ایک شریف مسلمان کے گھر پر حملہ کیا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

لاہور کی انجمن حمایت اسلام کے متعلق بعض اخبارون

مین اور بالخصوص پیسہ اخبار مین بہت کچھ شور مچ رہا ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ انجمن کی موجودہ کل چار یا پانچ آدمیون کے ہاتھ مین ہے جو خود غرض ہین اور اسلامی پبلک کا مال جو ان کے ہاتھ مین ہے اس کو ناجائز طور پر استعمال کرتے ہین۔ یا اوس سے ناجائز ذاتی فائدہ اوٹھایا جاتا ہے اور اگر ایسا نہین تو انجمن اپنا حساب کتاب دکھلائے معترض پارٹی کے سرگرم ممبر پیسہ اخبار والے صاحبان۔ میان محمد شفیع صاحب اور اون کے ہم مشرب ہین۔ اس مین شک نہین۔ کہ انجمن کے موجودہ کارکن اس کی بناد کے ایام سے یا اس کے قریب سے اس کی خدمت مین مصروف ہین اور آج تک اونہون نے جو کچھ کام کیا ہے۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ اس وقت پنجاب مین ایک اسلامیہ **کالج** موجود ہے اور یہ سب کچھ انہین کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جسکی داد ضرور دینی چاہیئے۔ گو اس وقت ہمارے واسطے یہ دونون فریق برابر ہین۔ کیونکہ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ فریق ثانی معترض کا یا انجمن کے کارکنان کا جو سلوک ہے وہ عیان ہے۔ تاہم بقول حضرت مسیح موعود۔ ع

کاخر کنند دعوے حب پیمبرم

ہم پسند نہین کر سکتے۔ کہ کوئی ایسی کارروائی ہو۔ جس سے کالج کو اور انجمن کے دیگر کاروبار کو نقصان پہونچے۔ اور اس مین بھی شک نہین۔ کہ انجمن کے ممبر معترضین کی نسبت شعار اسلام کے زیادہ پابند ہین اور اس مخالفت مین معترضین کا رویہ کسی صورت مین پسندیدہ نہین کہا جا سکتا ہان انجمن کے کارکنون کیواسطے موجودہ حالتین مناسب ہوگا کہ وہ باقاعدہ حساب کتاب کی پڑتال کرنے دین۔ صبح شام دو دو گھنٹون کے واسطے کتابون کو کسی نمائش کے واسطے رکھن اور اس کے واسطے ایک نیا کلرک ملازم رکھنا جو نہ کچھ سمجھا سکے اور نہ کسی کا شبہ دور کر سکے معترضین کے نزدیک انجمن کو صفائی حساب کا سارٹیفکیٹ نہین دلائیگا۔ کیونکہ حساب کی پڑتال ہر شخص کا کام نہین۔ تو اس کا انتظام بہتر یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے لوگون مین سے جو انجمن یا معترضین کے ساتھ خاص تعلق طرف داری کا نہ رکھتے ہون۔ چار آڈیٹر مقرر کئے جائین یا ایسا ہو کہ انجمن دو آڈیٹر جو حساب کے کام سے واقف ہون اپنی طرف سے دے۔ اور دو فریق مخالف کے پیش کردہ آدمیون مین سے

لے وہ چار دن مل کر کتابون کی پڑتال کر کے ایک رپورٹ پبلک کے سامنے پیش کر دین۔ اس سے بہتر تشفی آمیز کوئی طریقہ درست نہین۔ البتہ پڑتال حساب کے متعلق اتنا کہدینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ بڑے بڑے سرکاری حسابون کی پڑتال مین بھی کچھ نہ کچھ غلطیان نکل ہی آتی ہین اور اتنے بڑے کام مین جو انجمن کے سپرد ہے۔ ممکن ہے بلکہ ضرور ہے۔ کہ کوئی انتظامی غلطی بھی ہو یا ضروریات وقت نے کبھی کوئی بظاہر اسراف کرایا ہو یا کسی عامل کی لغزش پر چشم پوشی کرائی ہو۔ سو ایسی باتین اخذ کرنے کے قابل نہین ہوتین۔ بلکہ وسعت حوصلہ کے ساتھ اس اہم ذمہ واری کی طرف نگاہ کر کے جو انجمن کے سر پر ہے ایسی باتون سے پڑتال کنندون کو بھی چشم پوشی کرنی چاہیئے۔ اور اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اس انجمن نے کس قدر خدمت قوم کی ادا کی ہے۔ اور اس کے بالمقابل ایسی غلطیان قابل فروگذاشت ہین یا نہین۔ ہان کوئی بات حد سے بڑھتی ہو۔ تو اس کا نوٹس لینا ضروری ہے۔

انجمن کے اراکین پر ان اخبارات مین کچھ ذاتی حملے بھی کئے گئے ہین۔ ہم ان اراکین کے ذاتی حالات سے اچھی طرح واقف نہین اس واسطے ان کے متعلق کچھ بہت رائے زنی نہین کر سکتے۔ سوائے اس کے کہ انجمن کے سابق اسسٹنٹ سکرٹری منشی نظام الدین صاحب (حال ملازم پنچھ) کے ساتھ بہت عرصہ تک ایک دفتر مین کام کرنیکا ہم کو اتفاق ہوا ہے۔ جس تندہی نیک نیتی اور دیانتداری سے منشی صاحب موصوف کو انجمن کا کام کرتے ہوئے ہم نے دیکھا ہے۔ وہ بہت ہی قابل تعریف ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ موجودہ ابتلاء سے خدا تعالے نے منشی صاحب موصوف کو باہر رکھا ہے۔ دوسرا ہم کسی قدر انجمن کے سکرٹری حاجی شمس الدین صاحب کو جانتے ہین۔ حاجی صاحب انجمن کے سچے دلدادہ ہین۔ انہون نے انجمن کی خاطر اپنی ملازمت چھوڑی تھی۔ اور اس طرح ایک بڑا مالی نقصان اوٹھایا اور صرف یہی نہین۔ بلکہ انجمن کی خاطر اونہون نے اپنے معتقدات پر بھی بہت کچھ اثر ڈالا اور فالص انجمن کے ہو رہے اور اب اگر انجمن سے ذرا کچھ تنخواہ بحیثیت واعظ پاتے ہین۔ تو اوس کے عوض مین بہت سا روپیہ انجمن کے واسطے جمع بھی کرتے ہین۔ حاجی صاحب کے علاوہ

ہم کو ایک دفعہ اتفاقاً قادیان مین مولوی کریم بخش مالک مطبع اسلامیہ کو دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔ آگے پیچھے کی تو خبر نہین۔ مگر اس وقت وہ یقیناً متانت سے گرا ہوا اور سنجیدگی سے کوسون دور ایک انسان تھا اور ہمین آجتک تعجب ہے کہ وہ بھی حمایت اسلام کا ایک کارکن بلکہ جائنٹ سکرٹری ہے اس شخص کے متعلق یہ بھی الزام شائع ہوا ہے۔ کہ اس نے انجمن کی کتابون کے چھاپنے مین زیادہ چارج لگایا ہے۔ ہمارے خیال مین اس کا علاج آسان ہے۔ کہ اس کے بل دیکھ کر عام نرخ سے مقابلہ کر لیا جاوے اور اگر وہ آئندہ کیواسطے یہ قانون بنایا جاوے۔ کہ انجمن کا چھپائی کا کام اس سے نہ کرایا جایا کرے۔

....

ایسی خرابیون کے روکنے کا یہی سب سے عمدہ ذریعہ ہے اور کریم بخش کے حامی اسلام ہونیکا ثبوت تو اس سے بھی ملتا ہے۔ کہ اس نے چند پیسون کی لالچ پر اس زمانہ کے مدعی خدائی کسی بچیی کی کوئی ۰۰ صفحہ کی کتاب فرمان کو اپنے مطبع مین چھاپا تھا۔ اگر ایسے ایک آدہ کو انجمن کی اراکین خود ہی خارج کر دین۔ اور معترضین حد سے بڑھی ہوئی نکتہ چینی کو چھوڑ دین۔ تو ممکن ہے۔ کہ باہم صفائی ہو کر معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ ورنہ انجام تو ظاہر ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی مخالفت مین جس کسی نے کچھ حصہ لیا ہے۔ وہ اپنے حصہ رسدی کے مطابق آخر ایک دن "یخربون بیوتہم بایدیہم" کے مصداق ہو کر رہین گے۔ (اگر ضرورت پیش آئی تو باقی آئندہ)

خبرین

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے ایک کارخانہ کی نو تعمیر عمارت کی دیوار گرنے سے ۹۔۱۰ آدمی دب مرے۔

پچھلے ہفتے ہند مین طاعون سے پانچہزار ۲۰۵ آدمی ہلاک ہوئے واردات ۶۸۴۲ تھین۔

پنجاب مین طاعون سے پچھلے ہفتے ۸۰۰ مرے صوبجات متحدہ مین ۱۲۳۹۔ راجپوتانہ مین ۸۶۹

کلکتہ کے جگنتھ گھاٹ پر ایک کشتی مال کی جل گئی جسپر ۱۵ ہزار من جوٹ اور ۳۰۰ من کپاس لدی ہوئی تھی۔

مصنفین کی کتب ضرور بدلیا بھیجنی خریدو

ظہور المسیح — یہ کتاب ۱۲۰ صفحے حجم کی قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے تصنیف کی ہے جس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور مخالف کتابوں مثل سیف چشتیائی درہ ورائی کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے اور بطور ضمیمہ "لا الذین امنو منکم" پر لطیف تفسیر لکھی ہے۔ جس میں سے سن ظہور المسیح بھی نکال دیا ہے۔ کتاب کے متعلق حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہ نقل کی جاتی ہے میں نے ظہور المسیح کا مسودہ پڑھا۔ مجھے خوب یاد ہے میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں سکتا۔ اور ہمارے سلسلہ کی کتابوں کے مضامین کو ایسے طور سے ایک جگہ جمع کیا ہے کہ اس سے زیادہ آسان تدبیر ایسی متفرق مضامین متفرقہ کو حفظ کی الماری میں جمع کرنے کی ممکن نہیں۔ بہت سے مضامین نئے بھی ہیں۔ جو مولف کی جودت طبع اور رزانت فہم کی کافی دلیل ہیں۔ میرے نزدیک ہماری بھائیوں کو ایسی جامع کتاب کے وجہ سے بہت بڑا نفع ہوگا میرے دل کی آرزو ہے کہ یہ کتاب جلد انطباع سے آراستہ ہو کر ایک جہان پر اور ایک جہان کے لئے حجت ٹھہر جائے خدا تعالےٰ ہمارے عزیز اور قابل فخر دوست محمد ظہور الدین صاحب کو عافیت جسمانی اور روحانی سے بہرہ کافی عطا فرمادے مقامی صاحب نے نہ صرف احمدی قوم کو اس بےنظیر خدمت سے مرہون منت کیا ہے بلکہ اپنی ناگزیر سفر دراز با منزلوں کے لئے کافی زاد جمع کر لیا ہے۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم

نوٹ۔ میرے مخدوم و محسن مولوی نور الدین صاحب میرے دوست کے متعلق ہیں۔ عبد الکریم۔

یہ کتاب ۸ر قیمت پر علاوہ محصول دفتر بدر سے مل سکتی ہے

در ثمین — مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اقدس کی آج تک کی نظمیں اس میں مندرج ہیں اور ایسے طرز سے چھاپی گئی ہے۔ کہ آئندہ جو نظمیں شائع ہوں وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو سکیں۔
قیمت مجلد ۸ر غیر مجلد ۶ر

طریقہ احمدیہ — مصنفہ اکمل آف گولیکی۔ اس منظوم رسالہ میں شاعرانہ احمدیہ عقائد و نماز و روزے کے مسائل کا بالدلائل ذکر ہے۔ صرف ۲۵ جلدیں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ار

جنگ مقدس — حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ۔ اس میں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا بطلان کیا ہے اور قابل دید ہے۔ قیمت ۸ر

الوصیۃ — مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نے وصیت میں اپنا مذہب بیان کیا ہے اور مریدوں کو دین و مقبرہ بہشتی کے متعلق ضروری ہدایتیں دی ہیں۔ قیمت ۲ر

غلامی اور عصمت انبیاء — ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین کو شیخ احمد دین صاحب نے بہ اجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے۔
قیمت غلامی ۲ر عصمت انبیاء ۱ر

سر الشہادتین — مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کے شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں نہایت لطیف ہے۔ اس کے رکات روپے کو بھی گران نہیں۔ قیمت ار

البرہان الصریح فی تائید المسیح — مصنفہ حکیم مولوی فضل دین صاحب بھیروی

حیرت کی حیرانی — مصنفہ ماسٹر عبد العزیز صاحب مسیح موعود کی تائید۔ قیمت ہر دو جلد ۹ر

نظم مستورات — مستورات کے لہجہ پر۔ قیمت ۱ر

جام شہادت — مصنفہ جناب ثاقب صاحب۔ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کا جانسوز مرثیہ۔ قیمت ۱ر

کامن احمدی — الا وادوا سے۔ قیمت ۱ر

آنہ ڈکشنری — طالب علموں کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ار

کامن احمدی — غلام رسول والے۔ قیمت ۱ر

مجموعہ فتاویٰ احمدیہ یعنی فقہ احمدی

عبادات کا بطریق نبوی ادا کرنا اور اس طریق کی یادداشت احمدی احباب اور ان کے موجودہ اور آئندہ نسلوں میں قائم رکھنے کا کتاب مجموعہ فتاوے احمدیہ بڑا ذریعہ ہے۔ یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہئے۔ قیمت فی نسخہ کامل ہر سہ حصہ عہ ہے۔ اور محصول ۴ر ہے۔ چار دوست مل کر چار نسخہ کامل منگوائیں گے۔ تو محصول ہمارے ذمہ ہے۔ ملنے کا پتہ۔
مولوی محمد فضل خان احمدی۔ ڈاک خانہ و مقام چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان۔ ضلع راولپنڈی۔

ہمیرا

میرے پاس اصلی ہمیرا ہے جو میں نے پہاڑی علاقوں سے بڑی محنت کے ساتھ مہیا کیا ہے یہاں بزرگان ملت نے اس ہمیرے کو دیکھا اور خریدا بھی ہے۔ اپنے بھائیوں کو تا اطلاع ثانی پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے دونگا۔ اگر کوئی ثابت کر دے۔ کہ یہ ہمیرا نہیں تو قیمت بھی واپس دیدونگا۔ راستی کے قدر دان اسے خریدیں میرے پاس پشاوری لنگی و کلاہ ہر قسم بھی ہے۔
احمد نور۔ مہاجر کابلی قادیان ضلع گورداسپور

رسید زر

۱۸ جنوری ۱۹۰۸ء ۱۳۷۵ محمد دین صاحب عـ۸ر
۱۸ " " ۱۵۸۷ غلام مصطفےٰ افغان صاحب ۱۰ر
۱۸ " " ۱۰۵۹ خواجہ کمال الدین صاحب عـ۲ر
۱۸ " " ۳۳۲ میاں غلام احمد صاحب ۱۰ر
۱۸ " " ۴۵۲ عطار محمد صاحب عـ۲ر
۱۸ " " ۶۹۳ منشی تاج الدین صاحب عـ۲ر
۱۸ " " ۹۸ چودہری حاکم علی صاحب ۵ر
۱۸ " " ۵۸۹ شیخ عبد الرشید صاحب عـ۲ر
۱۸ " " ۹۳۶ احمد الدین صاحب عـ۲ر
۱۸ " " ۶۱۵ میاں صاحب دین صاحب عـ۲ر
۱۸ " " ۱۷۷۳ باقر شاہ صاحب عـ۲ر
۱۸ " " ۲۱ سید محمد علی شاہ صاحب عـ۲ر

بدر پریس قادیان میں معراج الدین عمر کے لئے چھاپا گیا۔